مرکز احیاء الفکر الاسلامی کا دینی، دعوتی، علمی، ادبی، تحقیقی، فکری اور اصلاحی ترجمان

ماہنامہ نقوش اسلام

Issue.No.6	اگست ۲۰۰۸ء (August,2008) شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ	VOL.No.3

زیر سرپرستی

- مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
- ولی مرتاض حضرت مولانا سید مکرم حسین سنسارپوری
- عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم رائے پوری

مجلس مشاورت

- مولانا سعیدالرحمٰن اعظمی ندوی
- مولانا محمد عامر صدیقی ندوی
- مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی
- مولانا محمد احمد صالح جی
- مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی
- مولانا حافظ قاری محمد ایوب
- الحاج موسیٰ بھائی درسوت
- مولانا محمد اختر قاسمی

مجلس ادارت

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی ❁ مولانا محمد عمر قاسمی مجاہد پوری ❁ مولانا حمیداللہ قاسمی کبیر نگری

چیف ایڈیٹر
محمد مسعود عزیزی ندوی

مدیر انتظامی
حافظ عبدالستار عزیزی

مدیر معاون
ڈاکٹر مرغوب عالم عزیزی

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

NUQOOSH-E-ISLAM
MUZAFFARABAD.SAHARANPUR.247129
(U.P)INDIA.Ph.0132.2775452.Cell.09719831058

ماہنامہ "نقوش اسلام" مظفرآباد، سہارنپور 247129 (یوپی) انڈیا

شرح خریداری

ہندوستان کے لیے
فی شمارہ.........................۱۰/روپے
سالانہ.........................۱۰۰/روپے
خصوصی...... ......۳۰۰۰/روپے
ایشیائی، یورپی افریقی وامریکی ممالک کے لیے ۲۰ ڈالر

PRINTER, PUBLISHER AND OWNER MOHD.MASOOD AZIZI NADVI
PRINTED BY UNION PRINTING PRESS DEOBAND SAHARANPUR PUBLISHED AT
VILL& P.O.MUZAFFARABAD DISTT.SAHARANPUR (U.P) EDITOR:MOHD.MASOOD AZIZI NADVI

npage24\A017 not found. \Border\BISMIL01\001.b not found. npage24\A017 not found.

اس شمارے میں

عناوین	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ		۳
برکتوں کا مہینہ رمضان اور ہماری......	محمد مسعود عزیزی ندوی	
دوائے دل		۵
ملفوظات مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی	مولانا سید رشید احمد حسنی ندوی	
وصایا		۸
وصایا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی......	مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی	
آثار قیامت		۱۱
مریخ کی الٹی چال اور معجزہ نبویؐ	مولانا محمد حذیفہ غلام وستانوی	
جائزہ		۱۴
ماڈرن طرز زندگی لادینیت کا نیا روپ	احسان احمد ندوی	
مسائل وفقہ		۱۶
امامت کے مسائل اور احکام	محمد مسعود عزیزی ندوی	
عبادات		۲۲
روزہ اور اس کے فوائد	مولانا مفتی رحمت اللہ نیپالی	
نقوش اسلام		۲۴
بھٹکی ہوئی دنیائے انسانیت......	مولانا اسرار الحق صاحب قاسمی	
یادرفتگاہ		۲۷
مولانا مرتضی صاحب کی یادیں......	پروفیسر انیس احمد چستی	
نصائح خواتین		۳۰
مسلمان بہنوں سے دردمندانہ خطاب	مولانا غیاث احمد رشادی	
اصلاحیات		۳۲
آپسی جھگڑوں کا حل	مولانا محمد عمر صاحب مجاہد پوری	
تعارف مرکز		۳۶
احوال وکوائف	حافظ عبدالستار عزیزی	
مراسلات		۴۷
	آپ کے خطوط	
حالات حاضرہ		۴۸
عالمی خبریں	حافظ عبدالستار عزیزی	

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اسی رسالہ کے ساتھ آپ کی سالانہ مدت خریداری پوری ہورہی ہے، لہٰذا آئندہ کے لیے جلد ہی زرتعاون مبلغ ۱۰۰/روپئے ارسال فرمائیں، تاکہ رسالہ کو جاری رکھا جاسکے۔ (ادارہ)

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لئے شرح اشتہار

ٹائٹل صفحہ آخر رنگین (فل سائز)	...........۳۰۰۰
// // اول اندرونی // //	...........۲۵۰۰
// // آخر اندرونی // //	...........۲۰۰۰
صفحہ اندرونی (فل سائز)	...........۱۰۰۰
آدھا صفحہ اندرونی	...........۶۰۰
¼ صفحہ //	...........۴۰۰

نوٹ: مقالہ نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں، ہر قسم کی چارہ جوئی کا حق صرف عدالت سہارنپور کو ہی ہوگا۔

پرنٹر پبلیشر محمد مسعود عزیزی ندوی نے یونین آفسٹ پریس دیوبند میں طبع کراکے دفتر ماہنامہ نقوش اسلام مظفرآباد سے شائع کیا

E.mail: masood_azizinadwi@yahoo.co.in -------- nuqooshe_islam@yahoo.co.in

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائینیگ: عزیزی کمپیوٹر سنیٹر، مرکز احیاء الفکر اسلامی مظفرآباد سہارنپور (یوپی)

اداریہ

برکتوں کا مہینہ رمضان
اور ہماری ذمہ داریاں

محمد مسعود عزیزی ندوی

رمضان بڑی برکتوں والا مہینہ ہے، اس کی عظمت اور قدر و منزلت کا قرآن کریم میں تذکرہ ہے اور احادیث میں بھی اس کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ''رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو کہ لوگوں کے لیے سراپا ہدایت ہے، اور اس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور حق و باطل کو الگ الگ کرنیوالا ہے''، ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''رمضان المبارک میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیطان کو بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں'' ایک روایت میں ہے کہ ''رمضان کے مہینے میں ابن آدم کے ہر نیک عمل کو دس گنا سے سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے'' دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''رمضان المبارک ایسا رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ ہے جس میں نفل عبادت کا ثواب فرض عبادتوں کے برابر کردیا جاتا ہے اور فرض عبادت کا ثواب ستر عبادتوں کے برابر کردیا جاتا ہے''۔

••••————————————————••••

رمضان کی فضیلتوں میں سے چند فضیلتیں یہ ہیں: مثلاً رمضان کی پہلی تاریخ کو جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور ایک منادی آواز لگاتا ہے کہ اے خیر و برکت کے طلب گاروں! آگے بڑھو، اور اے شر و معصیت کے لٹیرو! دور بھاگو، اس مہینہ میں اللہ تبارک و تعالی محض اپنے فضل و کرم سے بہت سے جہنمیوں کو آزادی کا پروانہ عطا کرتے ہیں، اس مہینہ کی فضیلتوں کا کیا کہنا کہ جس مہینے میں تمام آسمانی کتابوں کا نزول ہوا، چنانچہ رمضان کی ۴؍تاریخ کو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحائف نازل ہوئے اور رمضان کی ۶؍تاریخ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل ہوئی اور اسی مہینہ میں حضرت عیسی علیہ السلام کو انجیل ملی، حضرت داؤد علیہ السلام کو زبور ملی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن جیسی قیمتی اور لازوال کتاب عطا کی گئی، اسی قرآن شریف کے بدولت آج ضلالت و جہالت اور بدعات و خرافات میں ڈوبی ہوئی بشریت کو نور اور روشنی ملی، گم گشتہ راہ انسانوں کو ہدایت ملی اور رمضان میں ہی واقعہ بدر پیش آیا جس کی برکت سے آج دنیا میں اسلام کا بول بالا ہے، اسی مہینہ میں مکہ فتح ہوا جس کے نتیجہ میں عظمت اسلام کے پرچم لہرائے گئے، ان سب باتوں سے اس مقدس مہینہ کی عظمت و جلالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

••••————————————————••••

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے ایمان کی حالت میں احتساب کے ساتھ ثواب کی نیت سے روزہ رکھا، اس

کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں'' اور حدیث قدسی میں خود اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر وثواب بھی دوں گا'' روزے آپ کے لیے اس لیے ہیں کہ خدا نے آپ کو جو ہدایت دی ہے اس پر اس کی بڑائی اور کبریائی بیان کرو اور خدا شکر ادا کرو، تا کہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ، یعنی تم تقوی کی زندگی اختیار کرلو۔

••••———————••••

اللہ تعالی نے رمضان کے اس مقدس مہینے کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: پہلا حصہ یعنی پہلے دس دن امت کے لیے رحمت ہیں، امت پر اللہ تعالی کی رحمت خاصہ نازل ہوتی ہے، اور دوسرے دس دن میں روزہ دار مومنین کو اللہ تعالی کی طرف سے انعام کی شکل میں مغفرت کا پروانہ ملتا ہے، اس طرح کہ وہ پہلے اللہ کو راضی کر کے اس کی رحمت کے مستحق ہوئے اور پھر اپنے کئے ہوئے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہائے، اللہ تعالی سے توبہ کی، تو اللہ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیتی ہے اور اس کو مغفرت کا پروانہ عطا کرتی ہے، تیسرے عشرہ میں اللہ تعالی کی طرف سے مومن روزہ دار بندوں کو دوزخ سے نجات کی خوشخبری سنائی جاتی ہے، جس میں رحمت الہی کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے اور پھر وہ عید کے دن اللہ کی رضا حاصل کر کے اپنے پروردگار سے انعامات اور بدلے کا مستحق ہوتا ہے، اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے جس نے رمضان کا بابرکت مہینہ پایا ہو اور اپنی مغفرت کا سامان مہیا نہ کیا ہو اس کے لیے ہلاکت کی بددعا فرمائی ہے۔

••••———————••••

ان تمام باتوں کے بعد رمضان کا ایک مسلمان سے یہ مطالبہ ہے کہ جو اس مہینہ کو پائے وہ اس میں روزے رکھے، گناہوں سے اپنے آپ کو بچائے، کسی کا دل نہ دکھائے، کسی سے وعدہ خلافی نہ کرے، کسی کو بری بات نہ کہے، گالی گلوچ نہ کرے، نہ کسی کی چغل خوری کرے اور نہ کسی پر تہمت و بہتان لگائے، جن جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہے، روزہ دار کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ غیبت، حسد، غصہ، طمع ہر قسم کی اخلاقی گندگیوں سے اپنے کو پاک رکھے، غصہ اور اشتعال کے موقع پر بھی صبر وضبط سے کام لے اور بدگوئی وسخت کلامی کے مقابلہ میں نرمی وفروتنی اختیار کرے، زبان پر ہمیشہ ذکر خدا جاری رکھے، خیالات کو پاکیزہ رکھے، نماز کا اہتمام کرے، نوافل کی کثرت کرے، تراویح میں پورا قرآن شریف سنے یا سنائے، قیام لیل کرے یعنی تہجد پڑھے، سحری کھائے، افطار کرے، اخیر عشرہ میں اعتکاف کرے اور زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کرے، غرضیکہ کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے رکا رہے۔

••••———————••••

اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اس مہینے کی قدر کریں، اس کی عظمت کو پہچانیں، روزہ کا اہتمام کریں، قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کریں اور اپنے آپ کو ہر طرح کی خرافات وبدعات سے محفوظ رکھیں، زیادہ سے زیادہ وقت اللہ کی یاد، اس کی اطاعت وعبادت میں گزاریں، اللہ تعالی انشاء اللہ اپنی رحمت ومغفرت اور برکتوں سے نوازے گا، اللہ تعالی ہم سبھوں کو اس مقدس مہینہ کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور بار بار اس مقدس مہینہ کی برکتوں اور اس کی لازوال نعمتوں سے لطف اندوز فرمائے۔

دوائے دل

ملفوظات حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

جمع وترتیب: مولانا سید رشید احمد حسنی ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

دین سیکھے بغیر نہیں آسکتا:

حضرت نے فرمایا: دین کے معنی طریقہ کے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی گزارنے کا جو طریقہ بتایا ہے، جو ہدایات آپ نے دی ہیں اور جس چیز کو ہم نے آپ کا حکم سمجھ کر اختیار کیا ہے وہ دین ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ جو قرآن وحدیث نے ہم کو بتایا ہے وہی دین کہلاتا ہے، اب ہم اس کو کیسے حاصل کریں، اس پر ہم کیسے عمل کریں اور اپنی زندگی کو اس کے مطابق کیسے بنائیں؟ یہ ہم کو سیکھنا پڑے گا، کوئی بھی کام بغیر سیکھے نہیں آسکتا اور نہ اس کو اچھے طریقے سے کیا جاسکتا ہے، جو بھی کام بغیر سیکھے اور اس کے آداب کی رعایت کے بغیر کیا جائے گا وہ الٹپ ہوگا، اس لیے کہ جو کام اٹکل سے اور بے سیکھے کیا جاتا ہے وہ پہلی بات تو ہوگا ہی نہیں، اگر ہوگا بھی تو صحیح نہیں ہوگا اور جب صحیح نہیں ہوگا تو اس کا نتیجہ بھی صحیح نہیں ہوگا، دین کا معاملہ تو اور بھی نازک ہے، اس کو سیکھنا پڑے گا، بغیر سیکھے اور بغیر معلوم کئے دین کا کام صحیح نہیں ہوسکتا، حضرت محی السنہ شاہ ابرارالحق صاحب نوراللہ مرقدہ نے اپنی پوری زندگی دین کو سیکھنے سکھانے کے لیے وقف کردی تھی، دین کو سیکھنے سکھانے پر وہ بھرپور توجہ دیتے تھے، حضرت شاہ صاحب فرماتے تھے کہ دین کو اچھی طرح سیکھو! اذان دینے کا طریقہ کیا ہے؟ تلاوت کے کیا کیا آداب ہیں؟ نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟ رکوع سجدہ کیسے کریں؟ نمازی کی ہیئت کیسی ہونی چاہئے؟ نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات یہ سب چیزیں سیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں، بغیر سیکھے اور بغیر معلوم کئے ان باتوں پر کیسے عمل کرسکتے ہیں، ان کو سیکھے بغیر ہماری نمازیں درست نہیں ہوسکتیں، حضرت محی السنہؒ اس بات پر بھی توجہ دیتے تھے کہ امرونہی دونوں پر ہی عمل کیا جائے، فرماتے ہیں کہ صرف یہ نہ ہو کہ اچھی باتوں کا حکم کرتے رہیں اور اچھے عمل کی ترغیب دیتے رہیں اور برے عمل پر توجہ نہ دیں، برے کام پر ٹوکیں نہیں، صرف امر بالمعروف پر اکتفا کرنا کافی نہیں، کیا عمل غلط ہے، کون کون سی چیزیں قابل اصلاح ہیں اس پر توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اگر اپنے اعمال کو اچھا بنانا ہے اور قبولیت کے درجہ تک پہنچانا ہے تو دین سیکھنا پڑے گا۔

قرآن وسنت پر عمل کرنے کے لیے اس کو معلوم کرنا پڑے گا، یہ دعوۃ الحق کے اجتماعات دین کی تصحیح اور لوگوں کی اصلاح کرنے اور عوام الناس کو برائیوں سے بچانے کے لیے بے حد مفید اور بہت مؤثر ہیں ان کی بڑی اہمیت ہے، اس کے جلسے، اس کے مدارس، اس لیے قائم کرائے جاتے ہیں تاکہ دین پر صحیح طریقہ سے عمل کرنے والے پیدا ہوجائیں، یہ حضرت محی السنہ کی تحریک کا ہی نتیجہ ہے جو آج ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں، لہٰذا اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اپنی کمزوریوں کو دور کرنا چاہئے، اگر ہم نے فکر نہ کی تو اس میں ہمارا نقصان ہے، لوگ ہم پر ہنسیں گے کہ ان کو دین پر صحیح طریقہ سے عمل کرنا بھی نہیں آتا مثلاً کوئی شخص ہے جس کو اردو نہیں آتی اور نہ اس نے کبھی اردو سیکھی ہے، اگر بغیر سیکھے وہ اردو بولے گا تو صحیح نہیں بولے گا اور اردو جاننے والے لوگ اس پر ہنسیں گے، اسی طرح یہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے، اس کو بغیر سیکھے کیسے پڑھ سکتے ہیں، کیسے اس کی ادائیگی کرسکتے ہیں، اگر ہم قرآن کریم کو صحیح ادائیگی کے ساتھ نہیں پڑھیں گے اور نمازوں کو بے توجہی سے

پڑھیں گے، تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں اور پھر وہ ہم کو سزا دیں، یہ بات الگ ہے کہ وہ ہم کو معاف کر دیں یہ تو اس کی مہربانی ہے، لیکن قرآن کریم کو غلط پڑھنا اور نمازوں کو غفلت کے ساتھ پڑھنا خدا کی ناراضگی کا سبب ہے، اگر کوئی شخص ہم کو ایک گلاس پانی پلا دیتا ہے تو ہم اس کے کتنے احسان مند ہوتے ہیں اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں؛ لیکن جس اللہ نے ہم کو پانی دیا، کھانے کو دیا، گرمی سردی سے بچاؤ کا ہمارے لیے انتظام کیا، اس کے باوجود کیا ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں؟ کم سے کم زبان سے تو اس کا شکر ادا کر دینا چاہئے اور نماز اور تلاوت کو صحیح طریقہ پر ادا کر کے اس کا احسان بجالانا چاہئے، کسی ایک جز کا نام دین نہیں ہے، اسلام کی تمام تعلیمات اس کے بتائے ہوئے پورے طریقہ اور اسلام کے پورے ڈھانچہ کا نام دین ہے، تلاوت، عبادات، معاملات، حلال وحرام کی تمیز، رسالت وقیامت پر یقین، یہ سب دین کے بنیادی اصول ہیں، اس کی تمام باریکیوں پر عمل کرنے اور اس کو سیکھنے کی ضرورت ہے، اچھے اعمال کرنا، برے اعمال سے اپنے کو بچانا، اس سلسلہ میں علماء سے اور جاننے والوں سے معلوم کرنا پڑے گا، پہلے دین کو اس کے جاننے والوں سے سیکھو پھر اس پر عمل کرو، دین کو صحیح معلوم کرنا نماز، روزہ، زکوۃ، حج، معاملات، حرام وحلال اور اس دین میں جو بھی کچھ شامل ہے اس کے تفصیلی احکام سب کتابوں میں موجود ہیں ان کو صحیح طریقہ اور صحیح انداز پر معلوم کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ جب ہم دین کو صحیح طریقہ اور اس کی صحیح روح کے ساتھ اختیار کریں گے تو وہ دین قابل قبول ہوگا، جب ہم اپنی کوئی بات کسی بڑے کے سامنے پیش کرنا چاہیں تو کس انداز سے اور کتنے آداب کی رعایت کرتے ہوئے اور کتنی عاجزی اور کتنی سلیقہ مندی کے ساتھ پیش کرتے ہیں، جتنے اچھے اور مؤثر انداز میں آپ اپنی بات پیش کریں گے اتنی ہی وہ قابل قبول ہوگی، اور پھر آپ چھوٹے سے کس طرح پیش آتے ہیں، بڑے سے کس طرح، استاذ سے بات کرنے کا کیا انداز ہوتا ہے، والد سے بات کرنے کا کیا طریقہ ہے اور اگر آپ آفس میں ہیں تو وہاں کن کن آداب کی رعایت کرنی ضروری ہے، غرضیکہ جو جس درجہ کا ہوگا اسی اعتبار سے اور اسی کے معیار کے آداب کی رعایت کے ساتھ اس سے گفتگو کی جائے گی، آپ نماز میں احکم الحاکمین سے محوِ گفتگو ہیں، تلاوت میں اس سے ہم کلام ہیں، تو اب دیکھئے احکم الحاکمین جو ہماری تمام عبادات سے بے نیاز ہے، تو اس کے سامنے کیا بے توجہی سے پیش ہوا جاسکتا ہے، اس کے سامنے بے ادبی سے پیش آسکتے ہیں، عبادات کو صحیح طریقہ پر ادا نہ کرنا یہ اس کے ساتھ بے ادبی ہے جو اس کی ناراضگی کا سبب بن سکتی ہے، یہی وجہ ہے کہ دین کو سیکھنے کی تاکید کی جاتی ہے، ہم اپنے دنیوی معاملات میں تو بڑی احتیاط اور بڑی مستعدی سے کام لیتے ہیں اور پوری توجہ سے کام میں مشغول رہتے ہیں، ہماری فیکٹری میں جو کام ہو وہ اچھا ہو اور جو مال تیار ہو رہا ہے وہ سب سے عمدہ ہونا چاہئے تاکہ بازار میں قبول ہو اور زیادہ سے زیادہ داموں پر بکے؛ لیکن ہمیں یہ فکر نہیں ہے کہ ہماری نمازیں درست ہوں، ہمارے دینی امور صحیح ہوں، ہماری غلطیاں اور ہماری دینی کمزوریاں دور ہوں تاکہ ہمارے اعمال اور ہمارا زادراہ جو ہم نے تیار کیا ہے وہ اللہ کے یہاں قابل قبول ہو جائے، اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہوتی، اگر ہم نے اپنی زندگی کو دین کے مطابق صحیح طریقہ سے گزارا اور دین کو اچھے طریقہ سے سیکھ کر اس پر عمل کیا تو پھر اس کے بہترین نتائج نہ ختم ہونے والی زندگی میں پائیں گے جہاں کبھی موت نہیں آئے گی اگر دنیا میں اچھے عمل کئے تو لافانی زندگی میں خوشی اور مسرت ملے گی اور سکون کی زندگی نصیب ہوگی؛ لیکن جو باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں اگر ان پر عمل نہیں کیا تو قیامت میں عذاب الیم ملے گا اور مسلسل تکلیف دی جائیگی، اس لیے کہ وہاں کی زندگی کبھی ختم نہ ہوگی، دین کے جو اعمال اس کے آداب کی رعایت کے مطابق کئے جاتے ہیں اس کے نتائج عمدہ ہوتے ہیں، جو عمل انسان کرتا ہے اچھے برے کے اعتبار سے اس کی چھاپ پڑتی ہے اسی اعتبار سے وہ اپنے اعمال کی چھاپ آخرت میں دیکھ لے گا، انسان کے افعال واعمال اور حرکات وسکنات سب ریکارڈ ہوتے

ہیں، کراماً کاتبین سب کچھ لکھتے رہتے ہیں، جیسے جس کے اعمال ہوں گے اسی اعتبار سے اس کا ریکارڈ اس کے سامنے رکھا جائے گا، حلال وحرام کا نتیجہ تو مقرر ہے، اس سے کوئی اپنے کو بچا نہیں سکتا۔

میرے بھائیو! یہ دین اور یہ طریقہ جو قرآن وحدیث کے ذریعہ ہم کو ملا ہے، اگر اس میں کوتاہی کی گئی اور اس سے سرتابی کی گئی تو اس کا نقصان ہو کر رہے گا، اگر ہماری نمازیں، ہماری تلاوت اور ہمارے دیگر اعمال صحیح نہیں ہیں تو قیامت کے دن وہ ہمارے منھ پر مار دیئے جائیں گے، اور ظاہر ہے جو کام بے توجہی اور اس کے آداب کی رعایت کے بغیر کیا جاتا ہے ایسے عمل کے قبول ہونے میں شبہ ہوتا ہے، وہ عمل مشکوک ہے، ہم سمجھ رہے ہیں کہ ہماری نمازیں بہت اچھی ہیں، ہمارے اعمال بہتر ہیں، ہم نے بہت کچھ کرلیا ہے، لیکن اللہ تعالی کے یہاں کچھ قبول نہیں ہو رہے ہیں، تو ایسی نمازوں سے، ایسے اعمال سے کوئی فائدہ نہیں ہے، اصل مسئلہ قبولیت کا ہے اور جو عمل صحیح نہیں ہے وہ اللہ کے یہاں قابل قبول نہیں ہے۔

میرے بزرگو! نماز، تلاوت یہ کوئی معمولی چیزیں نہیں ہیں، تلاوت کر رہے ہیں گویا کہ اللہ سے باتیں کر رہے ہیں، اور نماز مؤمن کی معراج ہے، نماز اللہ سے ملنے کا بہترین ذریعہ ہے، نماز پڑھ رہے ہیں گویا کہ ہم اللہ کو دیکھ رہے ہیں، نماز اللہ کے سامنے اپنی بات پیش کرنے اور اس سے ہم کلامی کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

میرے بزرگو! ہمیں اپنی اصلاح کی فکر کرنا چاہئے اگر ہم نے دین کو صحیح طریقہ سے سیکھا اور عمل کیا تو ہمارے اعمال درست ہو جائیں گے اور ہمارا دین بھی محفوظ رہے گا، اس لیے کہ ہمارا مذہب اسلام اب تک اس لیے محفوظ ہے کہ اس کے حاملین نے اس کو اچھی طرح سیکھا اور سمجھا ہے، اسی لیے اب تک دین کی تمام باتیں کتابوں میں موجود ہیں اور اس کے حاملین علماء موجود ہیں، دوسرے مذاہب کا حال یہ ہے کہ ان کا دین محفوظ نہیں رہا، ان کی کتابیں تحریف کا شکار ہوگئیں، اپنے دین اور اپنے مذہب سے واقفیت نہ ہونا یہ مسلمان کی بہت بڑی غلطی ہے، کوئی چیز سامنے رکھی ہوئی ہے، لیکن بتائے جانے کے باوجود کوئی اس کو نہ اٹھائے صرف بے توجہی کی وجہ سے تو یہ ایسے انسان کی بہت بڑی نادانی کی بات ہے، لہٰذا دین کو صرف معلوم کرلینا کافی نہیں، کیونکہ قیاس کو دین نہیں کہتے اور بغیر سیکھے دین نہیں آتا، سائیکل کے بارے میں معلوم کرلینا اور اس کو چلالینا کافی نہیں اس کے بعد اس پر مشق کرنا بھی ضروری ہے، پہلے دین کو سیکھئے پھر اس کو اپنی زندگی میں لائیے اور بعد میں مشق کرتے رہئے، اللہ تعالی ہم سب کو دین پر چلنے اور دین کو سیکھنے کی توفیق دے۔

حکمت کی تعریف:

حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا "الحکمة ضالة المؤمن حيث وجدها فهو احق بها" حکمت مومن کا گم شدہ مال ہے وہ اس کو جہاں کہیں پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

حکمت کے معنی دانائی اور حسن کردار کے ہیں، معقول ومناسب قول حکمت کی بات ہے، اس کو دوسرے مفہوم میں سمجھ داری اور بہتر طریقہ فکر وعمل کا نام دیا جاسکتا ہے، علم اور عقل کے صحیح استعمال سے اس کو وجود ملتا ہے اور اس میں عافیت اور تاثیر پیدا ہوتی ہے اور اس کی کمی بیشی سے نفع اور تاثیر میں کمی بیشی ہوتی ہے، اہل اللہ اور ربانی علماء کے علم وفہم اور اخلاق ہی کا زیادہ تر اثر ہوتا تھا کہ بڑی بڑی تعداد میں لوگوں میں تبدیلی آئی۔

میرے بھائیو! حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کو لے لیجئے ان کے اخلاق وسیرت نے دہلی اور اطراف میں کتنا اثر ڈالا، خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اجمیر اور دہلی آکر اخلاق ومحبت کا لوگوں کے ساتھ معاملہ کیا اس سے جوق درجوق لوگ ان کے گرویدہ ہوتے چلے گئے، بعد کی شخصیات میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی شخصیت اور ان کے رفقاء واصحاب کا حال بھی بڑا اثر انگیز رہا جس کے ذریعہ نہ صرف برائیوں فسق وفجور اور غلط رسوم وعادات کا خاتمہ ہوا بلکہ ایمان کی ایسی باد بہاری چلی جس کی نظیر بہت کم ملتی ہے، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے اور مفید بنائے۔ /////☆☆☆/////

وصایا

وصایا مفکر اسلامؒ

مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی استاذ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی

اس مضمون میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی وہ وصیتیں ذکر کی جارہی ہے جوانہوں نے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے تعلیم حاصل کر کے مختلف جگہوں میں پھیل جانے والے اور اپنے وطنوں کو رخصت ہو جانے والے فارغین کو بطور پیغام کے فرمائی تھیں، جو تعمیر حیات لکھنؤ میں حضرت والا کی وفات سے ۸/سال قبل شائع ہوئی تھی، پھر دوبارہ حضرت کی حیات میں ۱۰/جنوری ۱۹۹۴ء کو شائع ہوئی، اب یہ قارئین ''نقوش اسلام'' کی خدمت میں پیش ہیں۔

فرزندان ندوۃ العلماء کووصیتیں:

برادران گرامی قدر اور عزیز فرزندان دارالعلوم ندوۃ العلماء!

عرصہ سے یہ خیال دل میں آرہا تھا کہ آپ سے غائبانہ باتیں کروں، غائبانہ اس لیے کہ آپ اتنے شہروں بلکہ دور دراز ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں کہ سب کا جمع ہونا ناممکن ہے، آپ میں سے کچھ ایسے حضرات ہوں گے جن کو دارالعلوم چھوڑے ہوئے چالیس پچاس سال ہو چکے ہوں گے، کچھ کو دوبارہ دارالعلوم آنے اور دیکھنے کا موقع ملا ہوگا، کچھ کو نہیں، دارالعلوم چھوڑے ہوئے جو مدت بھی گزری ہو لیکن طالب علمی کے زمانہ کی باتیں اور یادیں اب بھی طالب علم بن کر سامنے آتی ہوں گی، اور طالب علمانہ شوخیوں اور شرارتوں، باہمی نوک جھونک، کھیل کود، بحث ومباحثہ، مطالعہ و مذاکرہ ''الاصلاح'' کے اسٹیج پر تقریری مقابلے اور ہماہمی، دارالاقامہ کا ایک خاص ماحول اور درجوں میں آنے جانے کے مناظر سبھی کچھ نگاہوں میں اس طرح پھر رہے ہوں گے جیسے ابھی کل کی بات ہے، جو جانے کے بعد اب تک نہ آسکے، ان کے تصور و خیال میں دارالعلوم اپنے ظاہر میں پودہ ہی نظر آرہا ہوگا جو اب ایک تناور درخت بن چکا ہے اور معنوی اعتبار سے عرب وعجم میں اس کا چرچا ہے، اس کا نام ادب واحترام کے ساتھ لیا جاتا ہے، آپ جب یہاں رہے ہوں گے تو آپ کو کچھ شکایتیں بھی رہی ہوں گی، جو طبعی بات ہے، ایسی کہ گھر اور خاندان کے بہت محدود ماحول میں بھی یہ بات پائی جاتی ہے؛ لیکن گھر بہر حال اپنا گھر ہوتا ہے، اس کے نقوش ذہنوں سے محو نہیں ہوتے اور نہ ہی اپنے گھر سے کسی ذی شعور کو بیر ہوتا ہے، آپ اپنے مادر علمی سے نکل کر دنیا کے مختلف ملکوں اور زندگی کے مختلف شعبوں میں پھیل گئے ہیں، آپ امریکہ میں بھی ہیں، برطانیہ میں بھی، آپ ترکی وافریقہ میں بھی ہیں اور مصر وحجاز میں بھی، خلیج وامارات میں بھی ہیں، انڈونیشیا وملیشیا میں اور نیپال و پاکستان میں بھی، آپ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں بھی ہیں اور مدارس و مکاتب میں بھی، آپ میں سے کچھ مختلف ملکوں میں مسجدوں کے خطیب وامام بھی ہیں، آپ میں مصنف ومؤلف بھی ہیں جو ذہنوں کی تشکیل اور اسلام کی وکالت کا فریضہ انجام دیتے ہیں، کسی ادارہ کے لیے یہ بڑے شرف کی بات ہے کہ اس کے ہونہار سپوت زندگی کے مختلف حساس شعبوں میں اس طرح کام کررہے ہوں۔

آپ نے دارالعلوم میں رہ کر ندوۃ العلماء لکھنؤ کے معتدل

ومتوازن فکر پر بار ہا تقریریں کی اور سنی ہوں گی؛ لیکن اب جب کہ آپ زندگی کے میدان میں ہیں اس معتدل ومتوازن فکر سے کتنا کام لے رہے ہیں، اس پر غور کرنا چاہئے، اس کا جائزہ بھی لینا چاہئے کہ اس فکر پر حالات اور ماحول کا گرد وغبار تو نہیں پڑ گیا ہے اور اسی کے ساتھ اس کو تازہ رکھنے کے لیے اپنے مادر علمی سے ایک فرزند صالح کی طرح تعلق ورابطہ رکھنا چاہئے اور یہاں کے پیغام ولٹریچر کو دوسروں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے کہ اس کی ضرورت آج کل سے بھی زیادہ ہے اور جتنا زمانہ آگے بڑھتا جائے گا ندوۃ العلماء کے مسلک اور اسلوب دعوت کی ضرورت بڑھتی جائے گی، ذہن میں تازہ رکھنے کے لیے ندوۃ العلماء کے مسلک کو ہم پھر سے دہراتے ہیں۔

ندوۃ العلماء کا مسلک:

دین وعقائد کے معاملہ میں ندوۃ العلماء کے مسلک کی بنیاد دین خالص پر ہے، جو ہر قسم کی آمیزش اور آلائش سے پاک، تاویل اور تحریف سے بلند، ملاوٹ اور فریب کی دسترس سے دور اور ہر اعتبار سے مکمل اور محفوظ ہے، دین کی فہم اور اس کی تشریح اور تعبیر میں اس کی بنیاد اسلام کے اولین اور صاف وشفاف سرچشموں سے استفادہ اور اس کی اصل کی طرف رجوع پر ہے، اعمال واخلاق کے شعبہ میں دین کے جوہر ومغز کو اختیار کرنے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنے احکام شرعیہ پر عمل، حقیقت دین اور روح دین سے زیادہ قربت اور تقوی اور اصلاح پر ہے، تصور تاریخ میں اس کی بنیاد اس پر ہے کہ اسلام کے ظہور اور عروج کا دور اول سب سے بہتر اور قابل احترام دور اور وہ نسل جس نے آغوش نبوت اور درسگاہ رسالت میں تربیت پائی اور قرآن وایمان کے مدرسہ سے تیار ہو کر نکلی سب سے زیادہ مثالی اور قابل تقلید نسل ہے اور ہماری سعادت ونجات اور فلاح وکامرانی اس بات پر منحصر ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اس سے استفادہ کریں اور اس کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔

نظریہ علم وفلسفہ تعلیم میں اس کی اساس اس پر ہے کہ علم بذات خود ایک اکائی ہے، جو قدیم وجدید اور مشرق ومغرب کے خانوں میں تقسیم نہیں کی جاسکتی، اگر اس کی کوئی تقسیم ممکن ہے تو وہ تقسیم صحیح اور غلط، مفید اور مضر، ذرائع اور مقاصد کے اعتبار سے ہوگی، استفادہ اور افادہ اور ترک وقبول کے شعبہ میں اس کا عمل اس حکیمانہ نبوی تعلیم پر ہے کہ ''حکمت مومن کا گم شدہ مال ہے جہاں بھی وہ اس کو پائے وہ اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے'' نیز قدیم حکیمانہ اصول "خذ ما صفا ودع ما کدر" پر (یعنی جو صاف ونظیف ہو اس کے لے لو اور جو آلودہ وکثیف ہو اس کو چھوڑ دو) اسلام کے دفاع اور عصر حاضر کی بددینی قوتوں کے مقابلہ میں اس کی اساس اس ارشاد ربانی پر ہے کہ "وأعدوا لهم ما استطعتم من قوة" ان کے مقابلہ کے لیے جتنی قوت تم سے ممکن ہو سکے تیار کرو، دعوت الی اللہ، اسلام کے محاسن اور فضائل کی تشریح اور ذہن وعقل کو اس کی حقانیت وصداقت پر مطمئن کرنے میں اس کا عمل اس نبوی حکیمانہ وصیت پر ہے کہ "کلموا الناس علی قدر عقولهم أتريدون أن يكذب الله ورسوله" لوگوں سے ان کی عقلوں کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو کرو، کیا تم چاہتے ہو کہ خدا اور رسول کو جھٹلا دیا جائے، عقائد واصول میں وہ جمہور اہل سنت کے مسلک کی پابندی اور سلف کے آراء وتحقیقات کی دائرہ میں محدود رہنا ضروری سمجھتا ہے، فروعی وفقہی مسائل کے بارے میں اس کا مسلک واصول یہ ہے کہ حتی الامکان اختلافی مسائل کو چھیڑنے اور ہر ایسے طرز عمل سے احتراز کیا جائے، جس سے باہمی منافرت بڑھے اور امت کا شیرازہ منتشر ہو، سلف صالحین سے حسن ظن رکھا جائے اور ان کے لیے عذر تلاش کیا جائے، اسلام کی مصلحت اجتماعی کو ہر مصلحت پر ترجیح دی جائے مختصراً یہ کہ وہ حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے علمی وفکری اور کلامی وفقہی مدرسہ فکر سے زیادہ قریب اور ہم آہنگ ہے، اس لحاظ سے ندوۃ العلماء ایک محدود تعلیمی مرکز سے زیادہ ایک جامع اور کثیر المقاصد دبستان فکر اور مکتب خیال ہے۔

ہماری خواہش وتمنا یہ رہتی ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں اپنے

مرکزِ اصلی اور مادرِ علمی سے برابر رابطہ قائم رکھیں، اس کے حالات وضرورتوں سے باخبر رہیں کہ یہاں سے نکلنے والے اخبارات ورسائل کا مطالعہ ضرور کرتے ہیں کہ رابطہ کا ایک مناسب ترین ذریعہ بھی ہے، اور اس سے ندوۃ العلماء کا کام و پیغام بھی تازہ ہوتا رہے گا، ندوۃ العلماء حالات وخطرات کا جس طرح مقابلہ کرتا ہے، فکر اسلامی کو نمایاں اور واضح کرتا ہے، اٹھنے والے ہر نئے فتنے کا بلا خوف لومۃ لائم جس طرح مقابلہ کرتا ہے، اس کا نہ صرف یہ کہ آپ کو علم ہوتا رہے گا، بلکہ اس سے آپ کی بجھی اور دبی ہوئی امنگوں میں حرارت وزندگی بھی پیدا ہوگی، جس کو زندگی کی ہنگامہ خیزی متأثر کرتی رہتی ہے۔

اس وقت دنیا میں اسلام ومسلمانوں کے خلاف جو تند وتیز ہوائیں چل رہی ہیں، اس سے آپ بخوبی واقف ہیں ایسے میں آپ جہاں کہیں بھی رہیں اپنی بساط بھر ندویت کی ذمہ داری کو نبھائے اور اپنے مادر علمی کے دودھ کا حق ادا کیجئے۔

کیا اچھا ہوتا کہ آپ جہاں کہیں بھی اور جو کچھ بھی ہیں اس سے اپنے مادرِ علمی کو باخبر کریں اور مشورہ کی ضرورت ہو تو مشورہ لیں خود آپ سے وقت ضرورت پر اس علاقہ سے متعلق وہاں کے حالات سے متعلق مشورہ لیا جا سکے جہاں آپ رہتے ہیں۔

اس امید کے ساتھ آپ کو یہ سطریں لکھی جا رہی ہیں کہ آپ مادر علمی سے ایک عرصہ دراز سے بے تعلق رہنے کے حجابات کو ختم کر کے اپنے ربط وتعلق کی تجدید کریں گے اور اس پر خوب غور کریں گے کہ موجودہ حالات میں جہاں صرف مال وجاہ کی ریس ہے، ایک عالم دین کی حیثیت سے اپنے سر پر وراثت نبوت کا تاج رکھنے کی حیثیت سے آپ پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

خیز کہ شد مشرق ومغرب خراب

ایک عالم دین کے فرائض

آج زمانے کے خیالات اور دنیا کے واقعات میں اس تیزی سے تبدیلی ہو رہی ہے کہ ان کو جانے اور سمجھے بغیر آپ مسلمانوں کی خدمت نہیں کر سکتے، دنیا میں سیاسی اور اقتصادی خیالات ایسے چھائے ہوئے ہیں اور انقلاب کی گھڑیاں اس طرح پے درپے آ رہی ہیں اور گزر رہی ہیں کہ جس عالم دین کو مسلمانوں کے لئے خدمت گزار ہونا ہے، تو پہلے ان کو سمجھنا اور ان کے حل کی تدبیریں سوچنا ضروری ہے، صرف اعراض اور تغافل سے آپ ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے؛ کیونکہ آپ کے توجہ نہ کرنے سے نہ دنیا اپنے قاعدہ کو بدل سکتی ہے اور نہ زمانہ اپنے رخ کو پلٹ سکتا ہے، مشکلات کا مقابلہ کرنا اور موجودہ جدوجہد میں مناسب حصہ لینا اور ملک وقوم کی زندگی میں مسلمانوں کے مناسب مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی ایک عالم دین کا فرض ہے۔

آج کل ہمارے علماء کا کام صرف پڑھنا، پڑھانا، مسئلہ بتانا اور فتوی سمجھانا ہے؛ لیکن اب وقت ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے پچھلے سبق کو پھر دہرائیں، ان کا کام صرف علم ونظر تک محدود نہیں؛ بلکہ عمل وجدوجہد اور علمی خدمت بھی ان کے منصب کا ایک بہت بڑا فرض ہے، ہر آبادی میں جہاں وہ رہیں وہ ان کی کوشش وخدمت سے آباد رہے، وہاں کے جاہلوں کو پڑھانا، وہاں کے نادانوں کو سمجھانا، وہاں کے غریبوں کی مدد کرنا، وہاں کی ضرورتوں کو پورا کرنا، وہاں کے امیروں کو حق کا پیغام سنانا، وہاں کے معذوروں کی خدمت کرنا، وہاں کے بھولے بھٹکوں کو راہ دکھانا، مسلمانوں کو ان کی کمزوریوں سے آگاہ کرنا، ان کو دنیا کے حالات سے باخبر کرنا اور اپنے علم وعمل کی ہر کوشش سے ان کو فائدہ پہنچانا ایک عالم دین کے فرائض ہیں۔ (حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ)

آثار قیامت

مریخ کی الٹی چال اور معجزۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد حذیفہ غلام محمد وستانوی، استاذ جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

یہ مضمون جو قارئین کی نظر کیا جارہا ہے سائنس کا ایک حیرت انگیز انکشاف ہے، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بہت عظیم پیشین گوئی کے ظہور کا پتا چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو پچیس سال پہلے قیامت کی آخری نشانی اور سب سے بڑی علامت کی پیشین گوئی دی تھی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ”لاتقوم الساعة حتى تطلع الشمس من مغربها فاذا طلعت فرأيها الناس اٰمنوا اجمعون فذاك حين لاينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت فى ايمانها خيرا“۔ (متفق علیہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہو سکے گی یہاں تک کہ سورج (بجائے مشرق کے) مغرب سے طلوع ہو جائے گا اور جب ایسا ہو جائے گا اور لوگ اپنی ابروئے چشم سے اس کا نظارہ کر لیں گے تو سب کے سب ایمان لے آئیں گے اور اس وقت ایمان کوئی نہیں لائے گا سوائے اس نفس کے جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا، یا اس نفس نے اپنے ایمان کی حالت میں کوئی بھلائی کی ہوگی۔

تو پتہ یہ چلا کہ سورج قیامت سے پیشتر مغرب سے طلوع ہوگا اور اپ سوچئے تو سہی کہ اللہ کے رسول نے کیا فرمایا کہ قیامت کا قائم ہونا ہی اس پر موقوف ہے یعنی کتنے اعتماد، یقین، جازم اور کونفیڈنس کے ساتھ آپ نے فرمایا اور کیوں نہ فرماتے، وہ تو خالق و مالک کے اشارے پر لب کشائی کرتے تھے نہ کہ عام انسانوں کی طرح اپنے نفس اور اپنی سوچ سے، تو آیئے اب ہم اس مضمون کو مجلّہ ”المجتمع“ Issue no 1607 بہتا رہے 3_9,7,2004 میں ”معجزة نبوية فى علم الفلك“ کے عنوان سے شائع ہوا۔

اور خان محمد علی تحریر فرماتے ہیں کہ میرے ایک دوست نے ایک اِی میل کے ذریعہ امریکہ کے ایک مشہور ویب سائٹ کے حوالہ سے جو علم فلک سے متعلق ہے مریخ کے بارے ایک حیرت انگیز خبر کے نشر ہونے کی خبر دی، وہ ویب سائٹ یہ ہے: http://www.space 030725 hotmlcom/spacewatchmars reteograbe

اور یہ خبر بالکل سو فیصد درست ہو سکتی ہے اس لیے کہ یہ حقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کا بین ثبوت ہے، اس میں نہ تو کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ ہی انکار کا احتمال ہے اور خان محمد علی مضمون نگار تحریر کرتے ہیں کہ آیئے اس کی تفصیل کو ملاحظہ فرمایئے:

گذشتہ کئی سالوں سے ”مریخ“ ماہرین فلکیات کا محور بنا ہوا ہے، یہاں تک کہ ابھی قریب ہی میں ماہرین فلکیات نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ مریخ پر نظام حیات کے آثار کا پتہ چل رہا ہے اور ماہرین فلکیات نے مریخ کو اپنی تحقیقات کا محور بھی اسی لئے بنایا ہے کہ وہ سورج کے قریب ہے ”علیٰ زعمہم“ اور جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ ماہرین نے دعویٰ پیش کیا تھا کہ آثار حیات وہاں پر پائے جارہے ہیں، بعد میں چل کر وہ خود ہی اپنے دعوی کی تردید کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ وہ جو آثار حیات پانی کے راستوں اور کچھ نہروں کی طرح معلوم ہو رہے تھے، حقیقت میں وہ اس مشینری کے اندر کی جو لکیریں تھیں جو ان پر مشتبہ ہو گئیں، وہ

ان لکیروں کو پانی کے وجود کی نشانی تصور کر بیٹھے؛ لیکن ان سب کے باوجود وہ لوگ برابر پوری تندہی کے ساتھ ''مریخ'' کے اسرار کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں، خاص طور ان آخری تین سالوں میں ان کی یہ تحقیقاتی مہم کچھ زیادہ تیز ہو چکی ہے، اس لئے کہ یہ ستارہ ان کے اپنے زعم میں ہمارے سورج ستارہ سے قریب ہے، گویا وہ اس کے واسطہ سے سورج تک رسائی کا بھی خواب دیکھ رہے ہیں، اس بنا پر ہی تو انہوں نے تمام جہات سے اس پر تحقیقاتی مشینیں کام لگا رکھی ہیں تا کہ ہر جہت سے اس کی حرکات کا پتہ لگا سکیں اور انہوں نے اس عظیم سیارے کی تصاویر بھی دنیا کے سامنے پیش کی ہے اور اس کے متعلق بہت کچھ وہ تحریر کر چکے ہیں اور اب بھی اسی میں مصروف ہیں۔

لیکن ابھی آخری چند ہفتوں پہلے جب کہ وہ لوگ اس کی حرکت کی گھات میں لگے ہوئے تھے، ایک حیرت انگیز اور حیران کن امر کا انہوں نے انکشاف کیا اور وہ یہ ہے کہ اس عظیم سیارے کی جو رفتار اب تک مشرقی سمت میں چلی آ رہی تھی اب آہستہ آہستہ سست پڑتی جا رہی ہے اور اس مہینہ کی آخری تاریخ کو بالکل ہی تھم جائے گی اور اس کی حرکت بند ہو جائے گی اور اگست/ستمبر دو مہینہ بجائے مشرق کے وہ مغرب کی جانب چکر لگائے گا جس کو Retrogrado Motion کہا جاتا ہے، پھر انتیس ستمبر کے بعد اپنی پہلی روش پر آ جائے گا، یعنی مشرق کی جانب میں گردش کرنے لگے گا۔

اور ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ صورت حال عنقریب تمام شمسی سیاروں کو پیش آئے گی اور زمین کو بھی اس کے ضمن میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ مستقبل میں جب ایسا ہوگا کہ کسی ایک دن سورج مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا، یہ بات ہم مسلمانوں کے لئے کوئی نئی نہیں ہے اس لئے کہ ہمارے آقا و سردار سید الانبیاء والرسل محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آج سے چودہ سو سال پیشتر ہی یہ پیشین گوئی دے کر جا چکے ہیں، تو قبل اس کے کہ ہم آپ کے سامنے اس کے بارے میں قرآن اور احادیث سے دلائل فراہم کریں، ہم اس تحقیق کے الفاظ آپ کے لئے ہو بہو نقل کر دیتے ہیں اور مزید معلومات کے لئے آپ مذکورہ ویب سائٹ کی زیارت کر سکتے ہیں، تو ویب سائٹ پر نشر شدہ الفاظ کچھ یوں ہیں:

For the past few weeks, Mar appeared to slow in its castward trajectory. almorst seeming to waver as if it had become uncration.

On Wednesday July 30 that steady eastward Course Will Come to a stop. They for the next two months, the pbarnet Will move backward agiaonst the star backgaound- to ward the west. On Sept. 29 it will Pause again be Fore resuming its nor mal castward direction.

All the Plantes exhibit retrograde motion atone time or another Ancient astronomers were unabla to come up with a satisfactory explanation for it.

ترجمہ: گزشتہ چند ہفتوں سے ''مریخ'' مشرقی سمت میں اپنی رفتار سے سست پڑ گیا ہے اور وہ گویا کہ تذبذب کا شکار ہے، آیا مشرقی سمت میں چکر کاٹے یا مغربی سمت میں؟ مشرقی چکر سے رک جائے گا اور آئندہ دو مہینے میں وہ بجائے مشرق کے مغرب کی طرف گھومنے لگے گا اور پھر ۲۹ ستمبر سے دوبارہ مشرقی جانب حسب سابق گھومنے لگے گا۔

اور تمام سیارے Retrogrado Motion یعنی الٹے چکر کاٹنے لگتے ہیں۔

قرآن اور حدیث:

سائنس دانوں کا یہ انکشاف گویا کہ قرآن اور حدیث کے مطابق علامات قیامت میں سب سے بڑی علامت کے ظہور کی ابتدا ہے، اس لئے کہ اس بارے میں بہت ساری صحیح روایتیں کتب احادیث میں پائی جاتی ہے اور جب یہ علامت ظاہر ہو جائے گی تو پھر اس شخص کی توبہ بھی

قبول نہ کی جائے گی جو مسلمان نہ ہوگا، جیسا کہ قرآن میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے:"هل ينظرون الا ان ياتيهم الملائكة او ياتى بعض آيات ربك لاينفع نفسا ايمانها لم تكن آمنت من قبل او كسبت فى ايمانها خيرا"۔(سورۃ الانعام)

وہ تو محض انتظار کر رہے ہیں اس چیز کا کہ ملائکہ ان کے پاس آجائیں یا آپ کا پروردگار ان کے پاس آجائے یا تیرے پروردگار کی بعض نشانیاں ان کے پاس آپہنچیں اور جب تیرے پروردگار کی نشانی آپہنچیں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان کام نہ دے گا جبکہ وہ پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، ایمان کی حالت میں کوئی کارِ خیر نہ کیا ہوگا، اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہوجائے اور جب ایسا ہوجائے گا، تو تمام لوگ اسے دیکھ کر ایمان لے آئیں گے:"فذاك حين لاينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت فى ايمانها خيرا"۔(رواہ الشیخان)

یہ وہی وقت ہے جب ایمان لانا بے سود ہوگا اس شخص کے لئے جو پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، یا پھر کارِ خیر نہ کیا ہوگا، امام طبری اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں اور آیت کا صحیح مضمون ان روایات میں ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: "وذالك حين تطلع الشمس من مغربها" یعنی قرآن نے جو "لاينفع نفسا الخ" کہا، اس سے مراد قیامت کی آخری گھڑی اور آخری دن ہے جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:''چھ چیزوں اور علامتوں کے ظاہر ہونے سے پہلے پہلے اعمال میں سبقت کرلو، یعنی جو کارِ خیر کرنا ہو کرلو اور ان چھ میں سے سورج کا مغرب سے طلوع ہونا بھی بتلایا۔(رواہ مسلم)

اسی طرح مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے رات میں، تاکہ دن بھر کا گنہ گار توبہ کرلے اور دن میں ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہ گار توبہ کرلے اور یہ معاملہ اس وقت تک چلے گا جب کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے، یعنی پھر اس کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا، اس لیے کہ نزع کی حالت میں توبہ قبول نہیں ہوتی اور یہ نظام خداوندی میں الٹ پھیر، عالم کے نزع کی نشانی ہے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ اب تو ہم مسلمانوں کو بیدار ہوجانا چاہئے کہ قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیاں آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی چلی جارہی ہیں، اللہ ہمیں ہر قسم کے شرور وفتن سے محفوظ رکھے۔ آمین

قلم کار حضرات متوجہ ہوں!

ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے لیے اپنے دینی، اصلاحی، ادبی، دعوتی، تاریخی اور تحقیقی مضامین ارسال فرماکر اس دعوتی مشن کو آگے بڑھانے میں ہمارا تعاون کریں۔

☆ مضامین خوشخط، صاف اور کاغذ کے صرف ایک طرف ہی تحریر فرمائیں۔

☆ مضامین ارسال کرتے وقت رسالہ کے معیار اور علمی ذوق کا خاص لحاظ رکھیں۔

☆ شائع شدہ مضامین شامل اشاعت نہیں ہوں گے۔

☆ ناقابل اشاعت ہونے کی صورت میں مضامین واپس نہیں کیے جائیں گے۔

نیز نقوش اسلام کے اندر شامل مضامین میں قلمکار حضرات جو رائے پیش کرتے ہیں، وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہوتی ہے، اس سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔(ادارہ)

//////☆☆☆☆//////

جائزہ

ماڈرن طرز زندگی لادینیت کا نیا روپ

احسان احمد ندوی اے ایچ کمپیوٹر، منصور مارکیٹ جی بی مارگ، لکھنؤ

ہمارے موجودہ معاشرہ کو آج ترقی و بلندی کا دور گردانا جاتا ہے کیوں کہ اس دور میں نئی نئی ایجادات وانکشافات کی ریل پیل ہے، آج انسان نے ترقی کر کے نہ جانے کتنی اور کیسی کیسی چیزیں ایجاد کر لی ہیں مثلاً ٹی وی، انٹرنیٹ اور نہ جانے کتنی ہی ایسی چیزیں ہیں جن کے استعمال سے ہم دنیا کے ایک گوشہ میں رہ کر بھی پوری دنیا کے احوال و کوائف اور وہاں کی سرگرمیوں کا بھی بخوبی علم حاصل کر لیتے ہیں جو صحیح معنوں میں بھی لائق قدر ہے اور اسی بنا پر ہی ہر چہار جانب سے اسے داد و تحسین سے نوازا جاتا ہے اور اس کی تقلید کرنے والوں اور اسکے شانہ بشانہ چلنے والوں کو آج کے اس دور میں جو کہ ایک ماڈرن دور ہے انھیں نہایت ہی اعلی درجہ کا ہوشمند و دانشمند اور صاحب عقل وخرد، دوراندیش ودوربیں تصور کیا جاہے اور اس کی مدح وستائش میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہیں اور ہر طرف سے اسے نذرانہ واہ واہی و شاباشی وصول ہوتا ہے۔

جبکہ اس کے برخلاف و برعکس طرز زندگی اختیار کرنے والوں کو مثلاً دینی اور شرعی نظام زندگی اور طرز زندگی اختیار روالوں کو اولڈسٹ اور قدامت پسند جیسے القاب سے ملقب کیا جاتا ہے اور انھیں عہد رفتہ کا انسان خیال کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان پر یہ الزام بھی بغیر سوچے سمجھے ہی عائد کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ ارتقاع وترقی کے مخالف ہیں اور ہر طرف سے یہ صدائیں بھی آتی ہیں کہ ان کا جو Ruls Of Life ہے اور جو نظام زندگی ہے اس میں اب نعوذ باللہ من ذالک اتنی قوت وصلاحیت باقی نہیں رہی جو موجودہ دور کا ساتھ دے سکے اور دور حاضر کے انسانوں کے تقاضوں اور ان کی ضروریات کو پوری کر سکے، یعنی ان کی نظروں میں شرعی اور دینی نظام زندگی کی حیثیت بالکل ہی ایک شئے عبث کی ہے جو کسی دور میں تو اس قابل تھے کہ انسانوں کو ساتھ لیکر چل سکے؛ لیکن آج کے اس گلوبلائزیشن اور عالم کاری کے عہد میں اس قابل نہیں رہے کہ ان کو اختیار کیا جائے اور ان کو مشعل راہ خیال کیا جائے اور ان کو آنکھوں سے لگایا جائے پلکوں پہ بیٹھایا جائے اور انھیں اپنے لئے حرز جاں بنایا جائے، الغرض خلاصہ کلام یہ کہ ان کی کوتاہ نظروں میں وہ بالکل ہی اس لائق نہیں کہ انھیں قابل اختیار وتقلید سمجھا جائے جبکہ قرآان پاک کی ایک آیت کریمہ کا مفہوم مغربیت پسندی کی دہائی دینے والوں کے بالکل ہی اپوزٹ ہے یعنی وہ یہ کہ جو کوئی شخص بھی دین اسلام کے ماسوا اپنے لئے کوئی دوسرا دین وشریعت اپنائے گا اور چاہے گا تو وہ جس دین کو اپنے لئے اختیار کرے گا اور چنے گا وہ ہرگز ہرگز خدائے وحدہ لاشریک کے نزدیک قابل قبول نہیں ہوگا اور یوم آخرت وہ نقصان اٹھانے والوں ہی کی صفوں میں ہوگا، لہٰذا اگر ہم اس آیت کریمہ کے تناظر میں آج کے اپنے معاشرہ کے احوال وکوائف کا ایک سرسری طور سے ہی جائزہ لیں اور اپنے اپنے دلوں کے نہاں خانوں کو ٹٹولیں اور اپنے اپنے گھروں خاندانوں اور اہل خانہ کا محاسبہ کریں تو پھر ہمارے سامنے ہماری حقیقت ظاہر ہو اور ہمیں اپنی نہایت ہی اعلی ترین درجہ کی فہم وفراست کا صحیح اندازہ ہو جن کے بل بوتے پر ہم آج تکبر وطمطراقیوں میں بدمست ہیں، عواقب وانجام سے بے فکر و بے خیال ہیں کہ کیا ہماری مروّجہ نظام زندگی دینی اصول وضوابط حدود

وقوانین کے مطابق ہے مثلاً ہمارے معاشرہ میں زیب تن کیا جانے والا لباس جسے مذہب اسلام نے لباس تقوی سے تعبیر کیا ہے اور جسے بہترین لباس کہا گیا ہے، نہ آج ہمارے لباس اسلامی ہیں، نہ آج ہماری شکلیں اسلامی ہیں، نہ ہمارے اخلاق وکردار اسلامی ہیں، نہ ہماری نشست و برخاست اسلامی ہیں، نہ ہمارے طور وطریق اسلامی ہیں، نہ ہمارے طریقۂ اکل وشرب اسلامی ہیں، نہ ہمارے معاملات اسلامی ہیں، نہ ہمارے معاہدات اسلامی ہیں، الغرض کہ موجودہ دور میں ہماری زندگیوں کا ایک ایک طریقہ جو ہماری زندگیوں میں رواج پایا ہوا ہے وہ غیر اسلامی غیر شرعی غیر دینی غیر اخلاقی اور غیر مناسب ہے مثلاً ہم لباس کو ہی لیں آج کس طرح سے ہمارے لباس پر مغربیت کا رنگ غالب ہے آج کے ہمارے مسلم سماج ومعاشرہ میں بھی مغربی لباسوں کے شیدائیوں اور دلدادہ حضرات کی کتنی لمبی قطار ہے جو ختم ہونے والی نہیں آج کس طرح سے ہمارے مسلم سماج کے لڑکے اور لڑکیاں مغربی لباس مثلاً جنس اور ٹی شرٹ کی دلدادہ اور شوقین ہیں حد تو اس وقت ہو جاتی ہے جب مسلم لڑکیاں اور مسلم خواتین بھی مغربی لباسوں کے لئے اپنے ذمہ داروں اور اپنے والدین سے صرف لانے کی فرمائش ہی نہیں کرتیں بلکہ اس کی عدم دستیابی پر اپنے بڑوں سے اصرار حتّی کہ تکرار بھی کرنے سے نہیں چوکتیں، یہی حال لڑکوں کا بھی ہے، جبکہ انھیں تو اعلی سے اعلی دینی لباس کو زیب تن کرنا چاہئے تھا اور اسی میں اپنے کو اچھا گردا ننا چاہئے تھا؛ لیکن وہ تو فقط مغربی نظام زندگی کو ہی اپنے لئے لائق صد ادب واحترام خیال کرنا چاہتی ہیں، حالانکہ ان کی اصل خوبصورتی اور زینت تو صحیح معنوں میں لباس اسلامی میں ہی پوشیدہ ہے جو دنیاوی کسی بھی کتنے اچھے سے اچھے لباس میں بھی کبھی بھی اور کہیں بھی نہیں ہو سکتی اسی طرح سے آج ہمارے مسلم معاشرہ میں کس طرح فلم بینی اور فحش پروگراموں کے دیکھنے کا ایک عام رواج ہے، کس طرح سے ہماری مسلم خواتین بھی فلمیں دیکھنے کی شیدائی ہیں، آج ہمارے مسلم خواتین کو بھی فلموں اور فلموں کے اندر کام کرنے والوں کے ایک ایک ایکشن اور کردار کا علم بخوبی اور بدرجہ اتم ہوتا ہے، اسی لئے ان کو بھی اپنا مذہبی لباس اچھا نہیں لگتا اور وہ اپنے لئے بھی مغربی لباس کو زیب تن کرنے میں بھلائی اور اچھائی خیال کرتی ہیں اور آج ان کے اوپر بھی مغربی لباس کو زیب تن کر کے مس ورلڈ اور مس یونیورس بننے کا بھوت سوار ہے جس کی وجہ سے وہ دینی وشرعی نظام کو فضول ولا حاصل خیال کرتی ہیں، لہٰذا آج کے دور پرفتن میں اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ دینی فضاء کی بیداری واستواری کا ایک عام چلن پیدا کیا جائے جن کے ذریعہ ہمارا ہر عمل دین کے اعلی سے اعلی ترین قدروں اور اسکے اصول وضوابط کے عین مطابق ہو اور دین اسلام کو ہی ہم اپنے لئے حرز جاں اور مشعل راہ خیال کریں تب ہی جا کر ہمیں اس دنیا میں بھی کامیابی حاصل ہوگی اور آخرت میں بھی جو کہ اصل الوصول ہے، وہاں کامیابی و کامرانی کا حسین طمغہ ملے گا، ورنہ پھر ہمیں دوسری صورت میں حسرت ویاس کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہیں آئے گا، اللہ ہمیں توفیق سے نوازے۔ آمین

خوشخبری

حجاج کرام کے لیے ''نقوش اسلام'' کی جانب سے ایک کتاب ''سفر حج کی مشکلات اوران کا ممکن حل'' شائع کی جارہی ہے، یہ کتاب کئی ہزار حاجیوں کی خدمت میں مفت بھیجی جائے گی، اس کی اشاعت ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کی جانب سے طے ہوئی ہے۔

اس کتاب میں آسان طریقے سے مسائل حج، وہاں کے راستے، وہاں کے مقامات کی نشاندھی کی گئی ہے اور مقامات حج کو نقشوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے، جس سے حجاج کرام کو کافی سہولت ملے گی۔

نوٹ: حجاج کرام کے علاوہ جن لوگوں کو اس کتاب کی ضرورت ہے وہ ماہنامہ نقوش اسلام کے دفتر سے رابطہ قائم کر کے اس کتاب کو الگ سے منگوا سکتے ہیں، یاد رہے کہ ان کو قیمتاً بھیجی جائے گی، نیز اگر اپنی طرف سے اس کتاب کو خرید کر حجاج کرام کو دینا چاہیں تو وہ بھی دفتر نقوش اسلام سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں، اس کتاب کو منگوانے میں صرف ۱۵ روپئے خرچ ہوں گے، جس میں ڈاک خرچ ناشر کے ذمہ ہوگا، نیز یہ کتاب ہندی، گجراتی، بنگالی میں بھی شائع کرنے کا پروگرام ہے۔

مسائل وفقہ

چوتھی قسط

امامت کے مسائل اور احکام

محمد مسعود عزیزی ندوی رئیس مرکز احیاء الفکر الاسلامی

اجمالاً کن لوگوں کی امامت درست ھے؟

کن کن لوگوں کے لیے امامت کرنا درست ہے؟ تو اجمالی طور پر لکھا جاتا ہے کہ ہر عاقل بالغ مسلم یہاں تک کہ غلام، اعرابی، اندھے، ولدالزنا اور فاسق کی امامت بھی جائز ہے، اور یہی جمہور علماء کا مسلک ہے، امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ فاسق کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے، ان کی دلیل یہ ہے کہ امامت امانت کے قبیل سے ہے اور ظاہر ہے کہ فاسق امین نہیں ہوسکتا، وہ خائن ہوتا ہے، اسی لیے اس کی گواہی بھی درست نہیں کیونکہ گواہی بھی امامت کے قبیل سے ہے۔

اور ہماری دلیل حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صلوا خلف من قال لااله الاالله" (طبرانی) جس نے بھی لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اس کے پیچھے نماز پڑھو، اور ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دوسری حدیث ہے "صلوا خلف کل بر و فاجر" (ابوداؤد حدیث ٥٩٤) ہر نیکوکار اور فاجر دونوں کے پیچھے نماز پڑھو۔

مذکورہ حدیث (اللہ بہتر جانتا ہے) اگرچہ جمعہ اور عیدین کے بارے میں وارد ہوئی ہے کیونکہ ان دونوں نمازوں کا تعلق امراء سے ہوتا ہے، اور اس طبقہ میں اکثر فساق ہوتے ہیں، مگر ظاہری الفاظ کے اعتبار سے زیر بحث مسئلہ میں ہمارا مستدل واقع ہورہی ہے، اس لیے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوگا، خاص سبب کا نہیں، اسی وجہ سے حضرت عبداللہ ابن عمر وغیرہ صحابہ نے اور بہت سے تابعین نے جمعہ اور اس کے علاوہ نمازوں میں حجاج کی اقتداء فرمائی ہے، جب کہ حجاج اپنے زمانہ کا سب سے بڑا فاسق تھا، حضرت عمر بن عبدالعزیز جس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اگر ہر قوم اپنی قوم کا سب سے بڑا خبیث لے آئے اور ہم حجاج کو پیش کردیں تو یقیناً ہم غالب ہوں گے۔ (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۸۶)

شامی میں ہے کہ کسی بھی فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھ کر تم جماعت کی فضیلت حاصل کرسکتے ہو۔

علامہ شامیؒ فرماتے ہیں: میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان دونوں کے پیچھے نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے اولی ہے، لیکن وہ کمال اور فضیلت حاصل نہ ہوگی، جو ایک متقی اور پرہیزگار کے پیچھے نماز پڑھنے سے ہوتی ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے "من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی" جس نے کسی متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی، اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی، اور امام حاکم اپنی مستدرک میں فرماتے ہیں اگر تم کو اس بات سے خوشی ہو کہ اللہ تعالی تمہاری نماز کو قبول کرے تو تم اچھے لوگوں کو اپنا امام بناؤ؛ کیونکہ وہ تمہارے اور اللہ رب العزت کے درمیان تمہارے نمائندے ہیں۔ (ردمختار جلد اول صفحہ ۷۷)

بدعتی اور ھوی پرست کی امامت:

بدعتی اور نفس پرست کی امامت مکروہ ہے، امام ابو یوسفؒ نے اس کو صراحتاً ذکر کیا ہے، فرمایا ہے کہ میں نفس پرست اور بدعتی کی امامت کو مکروہ سمجھتا ہوں؛ کیونکہ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں دلچسپی نہیں رکھتے، اب کیا اس کے پیچھے نماز جائز و درست ہوگی؟ اس کے جواب میں ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ بدعتی کے پیچھے نماز درست

نہیں ہوتی، اور صحیح بات یہ ہے کہ اگر وہ ایسا گمراہ اور نفس پرست ہو جس سے کہ وہ کافر کے حکم میں ہو جائے تو اس کے پیچھے نماز جائز نہ ہوگی، اور اگر کفر کی حالت تک نہ پہنچا ہو تو کراہت کے ساتھ جائز ہو جائے گی۔ (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۸۶)

صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں کہ بدعتی اور نفس پرست کی اقتداء کرنا مکروہ ہے، اور حاصل کلام یہ کہ ہر وہ شخص جو ہمارے قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھتا ہے اور اپنی بدعت و گمراہی میں اتنا غلو نہیں کرتا ہے جو اس کو کفر کی حد تک پہنچا دے اس کے پیچھے نماز درست ہے اور اگر ایسا غالی بدعتی ہے جس کا کرنے والا کافر ہو جائے جیسے جہمیہ، قدریہ جو کہ خلق قرآن کے قائل ہیں اور غالی رافضی جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے منکر ہیں، اس طرح کے گمراہ شخص کی امامت جائز نہیں۔ (فتح القدیر جلد اول صفحہ ۳۰۵)

درمختار میں ہے کہ بدعتی کی امامت مکروہ ہے جس کے عقائد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول معروف کے خلاف ہوں اور یہ عقائد معاندانہ نہ ہوں بلکہ شبہ کی نوعیت سے ہوں اور ہر وہ شخص جس کا قبلہ ہمارا قبلہ ہو تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی، یہاں تک کہ خوارج کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے جو ہمارے خون اور مال اور رسول کو برا بھلا کہنے کو جائز سمجھتے ہیں اور باری تعالی کی صفات اور اس کی رویت کا انکار کرتے ہیں اور اس کی تاویل کرتے ہیں، اور کافر نہ کہنے کی دلیل یہ ہے کہ ان کی شہادت قبول کی جاتی ہے، بخلاف حظامیہ کے کہ ان کی تکفیر کی جائے گی اور کچھ علماء نے ان کی تکفیر کی ہے، اور اگر وہ ان چیزوں کا انکار کریں جو دین میں سے ہیں تو ان کی تکفیر کی جائے گی، مثلاً وہ کہے کہ اللہ عام جسموں کی طرح ایک جسم ہے، اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مصاحبت کا انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی اور اس کی اقتداء اصلاً صحیح نہیں ہوگی، لہٰذا پرہیز کیا جائے۔ (درمختار جلد اول صفحہ ۳۷۶)

غلام کی امامت:

غلام اگر چہ آزاد ہی کیوں نہ ہو، اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ غلام کے علاوہ کی امامت میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے، پھر آگے فرماتے ہیں غلام کا امامت کے لیے پیش قدمی کرنا مکروہ ہے اور لوگوں کا اس کی اقتداء کرنا مکروہ تنزیہی ہے، پس اگر غلام کے علاوہ کسی اور کی اقتداء کی جا سکتی ہو تو وہ افضل ہے، لیکن اگر کوئی اور نہ ہو تو الگ الگ نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ غلام کی اقتداء کی جائے، نیز لفظ (آزاد ہی کیوں نہ ہو) سے مراد یہ ہے کہ اس لفظ کا استعمال حقیقی و مجازی دونوں معنی میں ہے یعنی غلام اگر چہ آزاد ہے؛ لیکن باعتبار ما کان غلام ہے یعنی پہلے غلام تھا، الا یہ کہ اس میں معنی مجازی کی عمومیت پائی جائے، بایں طور کہ ''غلام'' سے مراد وہ شخص ہو جو کبھی بھی غلامیت کی صفت سے متصف رہا ہو، خواہ فی الحال یا ماضی میں، اور آزاد کی امامت مکروہ ہونے میں یہ علت ہے کہ اصلاً آزاد شخص امامت کا غلام سے زیادہ مستحق ہے کیونکہ غلام کی پرورش غلامی کی حالت میں آقا کی خدمت میں مشغول ہوتے ہوئے ہوئی، جس کی وجہ سے وہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے فارغ نہ ہو سکا۔ (شامی جلد اول صفحہ ۳۸۶)

بدائع الصنائع میں ہے کہ غلام کی امامت جائز ہے اور ابوسعید مولی بنی اسید کی روایت سے استدلال کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے شادی کی اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت کو دعوت دی، جن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تھے، پھر جب نماز کا وقت آیا تو انھوں نے مجھے آگے بڑھا دیا تو میں نے ان سب کو نماز پڑھائی، حالانکہ میں اس وقت غلام تھا'' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے تا کہ نماز پڑھائیں تو ان سے کہا گیا کہ آپ آگے بڑھ رہے ہیں حالانکہ اس وقت آپ دوسرے کے گھر پر تشریف فرما ہیں، تو انہوں نے مجھے آگے بڑھا دیا تو میں نے ان سب کو نماز پڑھائی اور اس وقت میں غلام تھا۔

یہ حدیث معروف ہے، امام محمدؒ نے کتاب الماذون میں اس کو نقل کیا ہے، اور امام شافعی نے اپنی مسند میں ابن جریج سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ

عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ نے مجھے بتایا کہ وہ اور عبید بن عمیر اور مسور بن مخرمہ اور بھی بہت سارے لوگ حضرت عائشہ کے پاس وادی کے اوپر جاتے، پس ابوعمر اور مولی عائشہ ان سب کی امامت کرتے تھے اور ابوعمر اور حضرت عائشہ کا غلام اس وقت تک آزاد نہیں ہوئے تھے، فرمایا وہ بنی محمد ابن ابی بکر اور عروہ کے امام تھے۔ (اعلاء السنن ۴/ ۱۰۸)

عقلی دلیل یہ ہے کہ نماز کے جواز و عدم جواز کا تعلق اداء ارکان سے ہے (جس پر ایک غلام بخوبی قادر ہے) نہ کہ اولیت وغیر اولیت سے، اس لیے کہ امامت کی بناء فضیلت پر ہے، اسی لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کی امامت فرماتے تھے، کوئی دوسرا آپ کی امامت نہیں کرتا تھا، اور ایسے ہی خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اپنے زمانے میں حال تھا، اس لیے کہ لوگ فاسق، اعرابی، اندھے اور ولد الزنا کی اقتداء میں دل لگا کر نماز نہیں پڑھتے، اس طرح ان لوگوں کی امامت قلت جماعت کا سبب بن جاتی ہے جو کہ مکروہ ہے، کیونکہ نماز کی بناء علم پر ہے اور اکثر و بیشتر غلام جاہل ہوتے ہیں، اس وجہ سے کہ آقا کی خدمت میں مشغول رہ کر ان پڑھ رہ جاتے ہیں، امام شافعیؒ نے فرمایا جب غلام اور آزاد شخص علم و ورع میں برابر ہوں تو دونوں برابر ہیں، اس وقت ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو ترجیح دینا میرے نزدیک درست نہیں ہے، انہوں نے ابوسعید مولی بنی اسید کی حدیث سے استدلال کیا ہے جو کہ جواز پر دلالت کرتی ہے اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے، البتہ تقلیل جماعت اور فضیلت میں بمقابلہ آزاد کے ناقص ہونا کراہت کا موجب ہے۔ (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۸۷)

نابینا کی امامت:

نابینا (اندھے) کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور اعشی (رتوندی والا شخص) جس کو کم نظر آتا ہو، اس کا بھی تقریباً یہی حکم ہے، علامہ شامی نے اعشی کی تعریف یوں کی ہے "ھو سیئ البصر لیلاً و نھاراً" (قاموس) جس کو رات اور دن دونوں حالتوں میں کم نظر آتا ہو، اور نابینا کی امامت کی کراہت میں علت یہ ہے کہ وہ نجاست سے محفوظ نہیں رہ پاتا، البتہ اگر فاسق نہ ہو، متقی اور افضل القوم ہو تو اس کی امامت اولی ہے، نابینا کی امامت میں کراہت فضیلت میں کم ہونے کی وجہ سے ہے پس اگر اندھا سب لوگوں سے فضیلت میں بڑھا ہوا ہے تو اس کی امامت اولی ہے، اور یہی قید اگر اعرابی، غلام، ولد الزنا میں بھی پائی جائے تو بہتر ہے۔

ہدایہ میں ہے کہ مذکورہ لوگوں میں علتِ کراہت غلبہ جہل ہے اور ان کی تقدیم سے تنفیر جماعت کا لزوم ہوتا ہے اور دوسری صورت کا مقتضی انتفاء جہل کے ساتھ کراہت کا ثابت ہونا ہے؛ لیکن نابینا کے بارے میں خاص نص وارد ہوئی ہے، اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عبداللہ ابن ام مکتوم کو اور عتبان کو مدینہ کا خلیفہ بنانا ہے جب کہ یہ دونوں صحابی نابینا تھے، اس لیے کہ ان کے مقابلہ میں زیادہ صالح لوگ موجود نہ تھے، یہی دلیل ہے جس کی بنا پر نابینا کا استثناء کیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ''أعلم القوم'' کی صفت نابینا (اندھے) کے ساتھ مخصوص ہے، اس کے علاوہ میں کراہت صفت علم سے متصف ہو کر بھی باقی رہتی ہے، لیکن اگر علت کراہت معدوم ہو تو اس صورت میں اعرابی شہری سے افضل ہوگا، غلام آزاد سے اور ولد الزنا ولد الرشدۃ سے اور نابینا صاحب بصارت سے، اور پھر حکم برعکس ہوگا، اور شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ اس حالت میں تنفیر جماعت ان لوگوں کو امامت کے لیے بڑھانے سے زائل ہو جاتی ہے، بلکہ اس کے برعکس کسی اور کی تقدیم سے تنفیر جماعت لازم آتی ہے۔

اور فاسق کا مسئلہ یہ ہے کہ فقہاء نے اس کی تقدیم کی کراہت یہ بیان کی ہے کہ وہ دینی امور کا اہتمام نہیں کرتا اور امامت کے لیے اس کو آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شرعاً اس کی توہین واجب ہے، یہ تو واضح ہے کہ اگر وہ احکام شریعت سے واقف بھی ہو تب بھی علت زائل نہیں ہوگی، اس لیے کہ کچھ پتہ نہیں، وہ لوگوں کو بغیر طہارت کے نماز پڑھا دے، اس لیے یہ اس بدعتی کی طرح ہے جس کی امامت ہر حال میں مکروہ ہے، بلکہ صاحب شرح المنیۃ نے تو یہاں تک لکھا ہے

کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اسی لیے اس کے پیچھے امام مالک کے نزدیک اور ایک روایت میں امام احمد بن حنبل کے نزدیک نماز جائز نہیں ہے، اسی لیے شارح نے مصنف کی اس استثنائی صورت کو غیر فاسق پر محمول کیا ہے۔ واللہ اعلم (فتاوی شامی جلد اول صفحہ ۳۷۶)

علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں لکھا ہے کہ نابینا کی امامت جائز ہے اور عبداللہ ابن ام مکتوم والی روایت سے استدلال کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن مکتوم کو مدینہ میں نماز پڑھانے کے لیے نائب بنایا تھا، حالانکہ حضرت ابن مکتوم نابینا تھے۔ (طبرانی، اعلاء السنن ۴/صفحہ ۲۰۸)

اور چونکہ نابینا میں وجہ کراہت یہ ہے کہ بسا اوقات دوران نماز وہ قبلہ کا رخ صحیح نہیں رکھ پاتا اس لیے توجہ الی القبلہ میں دوسروں کا محتاج ہے، اور اس طرح قبلہ کے معاملہ میں وہ دوسرے کا مقتدی ہو جاتا ہے، معلوم ہونا چاہئے کہ جب حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بصارت جاتی رہی تو آپ نماز پڑھانے سے باز رہتے اور فرماتے کہ تم لوگوں کو کیسے نماز پڑھاؤں جب کہ تم مجھے سیدھا (قبلہ رخ) کرتے ہو، اور اس لیے بھی کہ نابینا کے لیے نجاست سے پوری طرح محفوظ رہنا ممکن نہیں، پس صاحب نظر کی امامت اولی ہے، ہاں مسجد میں کوئی دوسرا اس کے مقابلہ میں صاحب فضیلت موجود نہ ہو تو بلا کراہت اس کی امامت جائز و اولی ہے، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ام مکتوم کو نائب بنایا تھا۔ (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۸۷)

اعرابی (ان پڑھ دیہاتی) کی امامت:

اعرابی کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور اسی کے حکم میں عامی بھی شامل ہیں، لفظ اعرابی عربی زبان میں ''اَعراب'' کی طرف نسبت کر کے بنایا گیا ہے جس کی واحد اور جمع نہیں آتی ہے، جیسا کہ صحاح میں ہے کہ یہ عرب کے دیہاتیوں کے لیے بولا جاتا ہے، نیز عجمیوں کو یہ لفظ شامل نہیں ہے، الا یہ کہ مناسبت کے لحاظ سے دونوں حکم میں یکساں ہی ہیں، اور علت غلبہ جہالت ہے۔ (شامی جلد اول صفحہ ۳۷۶)

بدائع الصنائع میں صراحت ہے کہ نماز کی ادائیگی کی بناء علم پر ہے، اور اعرابی (بدوی) پر جہالت غالب ہوتی ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے ''اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ کُفْراً وَّنِفَاقاً وَّأَجْدَرُ أَنْ لَایَعلَمُوا حُدُوْدَ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلیٰ رَسُوْلِہ'' (سورۃ توبہ آیت ۹۷) اعرابی (بدوی) کفر اور نفاق میں سخت ہوتے ہیں اور ان کی یہ حالت حدود اللہ سے جو کہ اللہ رب العزت نے رسول کریم پر نازل فرمائے ہیں ناواقفیت سے زیادہ قریب ہے۔

اور لفظ ''اَعرابی'' یعنی دیہاتی ان پڑھ یہ حقارت کے لیے اور ''عربی'' یعنی عرب کا رہنے والا تعریف کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۸۶)

ولدالزنا کی امامت:

ولدالزنا کی امامت مکروہ ہے، اس لیے کہ اس کا کوئی باپ نہیں جو اس کی تربیت کرتا اس کو ادب سکھاتا اور تعلیم دیتا، غلبہ جہالت اور لوگوں کی اس سے نفرت کی وجہ سے اس کی امامت مکروہ ہے، البتہ اگر علم وفضل اور تقوی وطہارت والا ہو اور کوئی اس سے افضل موجود نہ ہو، تو اس وقت ولدالزنا امامت کا زیادہ مستحق ہے۔

امرد کی امامت:

امرد کی امامت مکروہ ہے، اور یہ مکروہ، مکروہ تنزیہی ہے، اور امرد سے مراد خوبصورت چہرے والا یعنی جس کے داڑھی نہ ہو کیونکہ یہ محل فتنہ ہے؛ لیکن کیا یہاں بھی اعلم القوم کی بنیاد پر علت کراہت جاتی رہے گی یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر علت کراہت شہوت کے اندیشہ کی بنا پر ہے تو کراہت ختم نہ ہوگی، اور اگر غلبہ جہالت اور لوگوں کے تنفر کی وجہ سے ہو تو کراہت ختم ہو جائے گی، اور صاف رخساروں والا بالغ شخص بھی امرد ہی کی طرح ہے، علامہ شیخ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ المرشدی سے ایک ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بیس سال کی عمر کو پہنچ چکا ہو اور داڑھی نکلنے کی عمر کو پار کر چکا ہو، مگر ابھی تک

داڑھی نہ نکلی ہو، آیا یہ شخص امرد کے حد سے باہر ہے یا نہیں؟ (خصوصاً جب کہ چند بال اس کی ٹھوڑی پر نکلے ہوں جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص مستدیر اللحیہ یعنی پوری داڑھی والا نہیں) اور کیا اس کا حکم امامت کے سلسلہ میں رجل (مرد کامل) کی طرح ہوگا یا نہیں؟ جواب میں فرمایا کہ علامہ شیخ احمد بن یونس عرف ابن شلبی جو کہ متاخرین علماء احناف میں سے ہیں ان سے ایسے ہی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے بغیر کراہت کے جواز کا فتوی دیا، بس اسی پر قیاس کر لیجئے اور ایسے ہی مفتی محمد تاج الدین قلعی سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ (ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۷۸)

معذور لوگوں کی امامت:

معذور لوگ مثلاً: جاہل بیوقوف، مفلوج، صاحب برص جب کہ پھیل چکا ہو، شرابی، سودخور، چغل خور، جھگڑالو، ریاکار، بناوٹی، تصنع پسند اشخاص ان سب کی امامت مکروہ ہے۔

علامہ شامیؒ نے ''بیوقوف'' کا مطلب بتایا ہے کہ وہ شخص جو مقتضیات شرعی اور عقلی میں تصرف ٹھیک طرح نہ کرسکتا ہو، اور ایسے ہی اعرج یعنی لنگڑا جو کسی ایک پیر پر کھڑا ہوتا ہو اس کے مقابلہ میں دوسروں کی امامت زیادہ اولی ہے، اسی طرح کوڑھی اور مجبوب اور ہاتھ پیر کٹا ہوا اور حاقن جو پیشاب کو روک کر رکھے، ان سب کی امامت مکروہ ہے، کیونکہ ان لوگوں میں علت کراہت نفرت کا ہونا ہے، اور اسی لیے ابرص کے ساتھ پھیلاؤ کی قید لگائی گئی ہے تاکہ ظاہر ہو، اور مفلوج اور اقطع اور مجبوب میں بھی کمال طہارت کے ناممکن ہونے کی وجہ سے اور حاقن میں پیشاب کی وجہ سے کراہت ہے، اور چغل خور وہ شخص ہے جو بغرض فساد لوگوں کی باتیں اِدھر اُدھر کرتا ہو، یہ گناہ کبیرہ ہے اور اس کا قبول کرنا حرام ہے، اور ریاکار وہ ہے جو چاہتا ہو کہ لوگ اسے دیکھیں خواہ تحسین طاعات میں تکلف کرے یا نہ کرے، اور متصنع وہ ہے جس کی ادائیگی تحسین میں تکلف بھی ہو، اور یہ پہلی چیزوں کے مقابلہ میں خاص ہے۔ (فتاوی الشامی ج ۱ ص ۳۷۸)

ھکلے کی امامت:

امام کی زبان ایسی صاف و درست ہو جس سے ادائیگی حروف میں تبدیلی واقع نہ ہو مثلاً ''راء'' کی جگہ ''غین'' پڑھ دیا، یا ''سین'' کو ''ثا'' سے ''ذال'' کو ''زا'' سے ''شین'' کو ''سین'' سے تبدیل کر دیا اور پھر دوسرے حروف تہجی کی صفات کو ایک دوسرے میں خلط ملط کر دیا، یہ غلط ہے اور یہ ''لثغ'' (ہکلاپن) کہلاتا ہے (ہکلاپن) لثغ عربی میں زبان کا ایک حرف کا دوسرے حرف کی طرف تبدیل ہو جانے کا نام ہے، اس طرح کی کمی والے شخص پر زبان کا درست کرنا اور حتی المقدور صحیح حروف کی ادائیگی کے لیے کوشش کرنا واجب ہے، اگر وہ اس میں عاجز ہو تو پھر اس کی امامت درست نہیں، البتہ اسی جیسوں کے لیے درست ہے اور اگر عاجز آ کر زبان کی اصلاح کرنا چھوڑ دے، تو امامت سے صرف نظر اصل نماز باطل نہ ہوگی اور یہ حکم احناف وشوافع اور حنابلہ کے نزدیک متفق علیہ ہے، مگر احناف مزید کہتے ہیں کہ یہ ایسے شخص کے لیے ہے جس کو پورے قرآن میں سے سورہ فاتحہ کے علاوہ کسی ایک جگہ سے بھی صحیح پڑھنا ممکن ہو اور اس نے پڑھا ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی، کیونکہ سورہ فاتحہ کا پڑھنا ان کے نزدیک فرض نہیں ہے، اور مالکیہ کا اس میں اختلاف ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں مطلقاً نماز درست ہے ''لثغ'' کی تفصیل یوں ہے کہ ہر وہ شخص جو ایک حرف کو دوسرے حرف میں غلطی سے مدغم کر دے، مثلاً ''سین'' کو ''تا'' سے بدل کر بعد میں آنے والی ''تا'' میں اس کا ادغام کر دے جیسے ''مستقیم'' کو ''مُتَّقیم'' پڑھ دیا، اس کو ہکلاپن کہتے ہیں، ایسے شخص پر واجب ہے کہ زبان کی اصلاح میں بھرپور کوشش کرے، اگر عاجز آ جائے تو اس کی امامت اسی جیسوں کے لیے درست ہے اور اگر عاجز آ کر کوتاہی کرنے لگے تو اس کی نماز اور امامت دونوں باطل ہیں، اور ''فافا'' جس کے کلام میں ''ف'' کا تکرار ہوتا ہو اور ''تمتام'' جسکے بات کرنے میں ''ت'' کا تکرار ہوتا ہو، ان دونوں کی امامت انھیں جیسوں کے لیے درست ہے اور صحیح لوگوں کے لیے شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز

ہے، مالکیہ بغیر کسی کراہت کے مطلق جواز کے قائل ہیں، اور احناف کہتے ہیں کہ ان دونوں کی امامت ہکلے کی امامت کی طرح ہے، البتہ انھیں جیسوں کے لیے امامت درست ہے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ جلد اول صفحہ ۳۶۵)

علامہ شامی نے نقل کیا ہے کہ ہکلے کی امامت درست لوگوں کے لیے بھی جائز ہے اور عدم جواز کا قول بھی ہے اور اکثر مشائخ نے مطلق کہا ہے کہ ایسے شخص کو چاہیے کہ درست لوگوں کی امامت نہ کرے، اور جس کے کلام میں لفظ ''ف'' کا تکرار ہوتا ہو اس کی امامت مکروہ ہے؛ لیکن احوط عدم صحت کا قول ہے، اور ''خیر الرملی'' نے اسی پر فتوی دیا ہے اور اس میں کہا کہ راجح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ ہکلے کی امامت درست نہیں ان لوگوں کے لیے جن کی زبانوں میں ہکلا پن نہ ہو، اور مندرجہ ذیل اشعار میں اس جواب کو نقل کیا ہے۔

امامة الالثغ للمغاير تجوز عند البعض من اكابر
وقد اباه اكثر الاصحاب لما لغيره من الصواب

ترجمہ: ہکلے کی امامت بعض مشائخ کے نزدیک جائز ہے (غیروں کے لیے جو ہکلے نہ ہوں) اور اکثر اصحاب نے اس کا انکار بھی کیا ہے، کہ وہ درست لوگوں کی امامت نہ کرے۔

اور فرمایا:

امامة الألثغ للفصيح فاسدة في الراجح الصحيح

ہکلے کی امامت درست زبان رکھنے والوں کے لیے صحیح اور راجح قول کے مطابق فاسد ہے۔

اور ہکلا پن ''سین'' اور ''را'' کے ادغام کرنے میں مخصوص ہے، جیسے الرحمن، الرحیم، والشیطان الرجیم، والآلمین، وایاک نابد، وایاک نستئین، السرات، لائمت، ان تمام کا حکم یہ ہے کہ وہ ہمیشہ کوشش اصلاح جاری رکھیں، ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔

خیر الرملی سے پوچھا گیا کہ اگر ہکلا پن معمولی ہو تو کیا حکم ہے؟ تو جواب دیا اس کا اعتبار نہیں کیا گیا ہے، نماز درست ہوگی، شافعیہ نے اس کی صراحت کی ہے کہ اگر ہکلا پن اتنا معمولی ہو کہ صرف حروف صاف ادا نہیں ہوتے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ (رد المحتار علی الدر المختار جلد اول صفحہ ۳۹۱)

کبڑے کی امامت:

امامت کی شرطوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ امام کبڑا نہ ہو، یعنی کمر اس طرح نہ جھکی ہو کہ بالکل حالت رکوع کو پہنچی ہوئی ہو، اگر رکوع کی حد تک جھکاؤ ہو تو اس کی امامت صحیح کمر والوں کے لیے درست نہیں ہے، البتہ اسی جیسے لوگ اس کی اقتداء کر سکتے ہیں، ائمہ ثلاثہ کا متفق علیہ مسلک یہی ہے، شافعیہ کا اس میں اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس کی امامت کبڑوں اور غیر کبڑوں سب کے لیے درست ہے، خواہ اس کی کمر کا جھکاؤ حد رکوع تک ہی کیوں نہ ہو۔ (کتاب الفقہ جلد اول صفحہ ۳۷۷)

بیڑی، سگریٹ پینے والے کی امامت:

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عمادی سے نقل کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سود کھانے والے کی امامت اور محرمات کے استعمال کرنے والے شخص کی امامت یا مکروہ اشیاء کو پابندی سے استعمال کرنے والے شخص کی امامت مکروہ ہے، جیسے اس زمانے میں بیڑی سگریٹ پینے والے ہیں۔ (ابن عابدین جلد ۵ صفحہ ۲۹۶/ الموسوعۃ الفقہیہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۱۳)

داڑھی کاٹنے والے کی امامت:

داڑھی کاٹنے والے کی امامت مکروہ ہے؛ کیونکہ داڑھی کاٹنا یا مونڈنا یا ایک مشت سے کم رکھنا حرام ہے اور جس نے حرام کا ارتکاب کیا وہ فاسق ہے، اس لیے کہ حدیث شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قصوا الشوارب واعفوا اللحى" (مسند احمد حديث ۶۸۳۵) کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ، حضرت ابو ہریرہؓ سے دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل ہے کہ آپ نے فرمایا "جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس" (مسند احمد) کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی بڑھاؤ، مجوس کی مخالفت کرو ﴿بقیہ اگلے صفحہ ۲۹ / پر......﴾

عبادات

روزہ اوراس کے فوائد

مولانا مفتی رحمت اللہ ندوی نیپالی مدرسہ فلاح المسلمین تیندوہ، رائے بریلی

روزہ اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے چوتھا رکن ہے اور ہر عاقل، بالغ مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور سخت گنہگار ہے، بلکہ درمختار باب "مایفسد الصوم" میں فقہاء کی رائے اس کے سلسلہ میں یہ مذکور ہے کہ "لو اکل عمداً أشھرہ بلاعذر یقتل" اگر ماہ رمضان میں کوئی بلا عذر علی الاعلان کھاتا پیتا نظر آئے تو اسے قتل کردیا جائے؛ کیونکہ اس میں روزہ کا مذاق، اسلام کی توہین، ماہ مبارک کے تقدس کی پامالی اور مسلمانوں کی کھلے عام تذلیل ورسوائی پائی جاتی ہے، لہٰذا خلیفۂ مسلمین کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس طرح کی حرکت پر سزا دے۔

روزہ کی فرضیت ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد بروز دوشنبہ ماہ شعبان سن ۲؍ہجری میں تحویل قبلہ کے دس روز بعد ہوئی، اس ماہ کی عظیم الشان فضیلت اور متعدد خصوصیت میں کئی قرآنی آیات اور بے شمار احادیث وارد ہوئی ہیں، جو فضیلت اس ماہ کو حاصل ہے وہ دیگر مہینوں کو حاصل نہیں اور اس ماہ میں نیکی وحسنات کی بڑی اہمیت وفضیلت بیان کی گئی ہے، خواہ صدقہ، قیام اللیل (تہجد وتراویح) تلاوت قرآن کریم ہو یا اعتکاف اور عمرہ وغیرہ ہو، چنانچہ رمضان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ میں تیز ہوا کی طرح سخی اور فیاض ہوجاتے، عبادت کے لیے ازواج مطہرات سے علیحدہ ہوکر کمربستہ ہوجاتے، تلاوت کا بڑا اہتمام فرماتے اور جبرئیل امین علیہ السلام کو دور سناتے، جس سال وفات پائی ہے اس سال دومرتبہ دور سنایا، اعتکاف ہر سال رمضان کے آخری عشرہ میں پورے عشرہ کا کرتے، آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات نے بھی اعتکاف کیا، ایک سال کسی وجہ سے اعتکاف نہ فرماسکے تو آئندہ بیس دن کا اعتکاف فرمایا اور ایک مرتبہ تو شب قدر کی تلاش میں پورے ماہ کا اعتکاف کیا، رمضان میں عمرہ کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، ایک حدیث میں ہے "عمرة فی رمضان تعدل حجة معی" رمضان میں ایک عمرہ کا ثواب میرے ساتھ ایک حج کے برابر ہے، اور ایک روایت میں فرمایا "العمرة الی العمرة کفارة لما بینھما" ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک درمیانی وقفہ کے گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، یہ دونوں روایتیں متفق علیہ ہیں۔

روزہ کا جہاں دینی اوراخری فائدہ ہے وہیں پر اس کے روحانی، جسمانی اور معاشرتی فوائد بھی ہیں، لیکن یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ کسی بھی عبادت اور کسی بھی عمل کا سب سے بڑا فائدہ اللہ رب العزت کی رضا وخوشنودی کا حصول ہے اور اس کے ذریعہ اس کی رحمت کاملہ کا مستحق بن جانا ہے، مگر اس کے علاوہ جو اس کے دیگر روحانی، جسمانی اور معاشرتی فوائد ہیں ترغیب دلانے کے لیے ہیں، اس وقت احادیث کی روشنی میں اختصار کے ساتھ قلم بند کئے جاتے ہیں:

دینی اوراخروی فائدہ کے تعلق سے صرف یہی روایت کافی ہے "کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنة بعشر أمثالھا إلی سبع مأة ضعف" قال اللہ تعالی "الاالصوم فانه لی وانا أجزی به، یدع شھوته وطعامه من أجلی" متفق علیہ۔

انسان کے ہر عمل کی نیکی، دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھائی جاتی ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے سوائے روزہ کے؛ کیونکہ وہ میرے لیے ہے

اور میں اس کا بدلہ خود دونگا، اس لیے کہ روزہ دار میری خاطر اپنی خواہش اور اپنا کھانا پینا ترک کر دیتا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نزدیک روزہ اور روزہ دار کی کتنی قدر دانی ہے کہ اللہ تعالی اس کا صلہ اور اجر از خود عطا فرمائے گا، جب کہ دیگر نیکیوں کا اجر و بدلہ فرشتوں سے دلوائے گا، اس لیے کہ روزہ ہی ایسی عبادت ہے جس میں ریا کی شرکت اور ذہن سے تقوی وللّٰہیت کا ذہول نہیں ہوتا، مگر افسوس آجکل کچھ بگڑے ہوئے لوگوں نے پیرو فقیر اور غیر اللہ کے نام کا بھی روزہ رکھنا شروع کر دیا ہے، اللہ ہی انہیں ہدایت دے۔

بعض حضرات نے "أَنَا أَجزِیُ بِہٖ" کو "أَنَا أُجزَی بِہٖ" پڑھا ہے اور مطلب یہ لیا ہے کہ اللہ تعالی تمام نیکیوں پر اجر وثواب دیتا ہے اور روزہ کے بدلہ میں خود اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے، یعنی روزہ کا بدلہ اللہ کی ذات ہے، اللہ اکبر! اللہ کی بیحد وحساب نوازش کا بھی کوئی ٹھکانہ ہے کہ ہم گناہوں میں لت پت انسانوں کے لیے اپنی ذات پیش کر دے، کتنا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے حصہ میں احکم الحاکمین اور رب العالمین آجائے۔

چونکہ انسانی فطرت ہے کہ عموماً اس کے پیش نظر دنیوی فوائد ہوتے ہیں اور طبیعت کا میدان ادھر کچھ زیادہ ہوتا ہے اس لیے اب کچھ دنیوی فوائد ذکر کئے جاتے ہیں۔

روحانی فوائد یہ حاصل ہوتے ہیں کہ روزہ صبر کا عادی بناتا ہے، صبر کی تقویت فراہم کرتا ہے، ضبط نفس کی تعلیم دیتا ہے اور اس پر تعاون بہم پہنچاتا ہے، دل میں تقوی کا ملکہ پیدا کر کے پرہیز گاری کی صلاحیت کو وجود بخشتا ہے اور پھر اسے پروان چڑھاتا ہے، خاص طور سے وہ تقوی جو روزہ کی نمایاں علت ہے اور جسے قرآن میں "لعلکم تتقون" سے تعبیر کیا گیا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اس کی وجہ سے دل کدورتوں سے پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

روزہ کے جسمانی فوائد یہ ہیں کہ وہ آنتوں کی تطہیر اور معدہ کی اصلاح کرتا ہے، بدن کو فضلات وبلیات سے صاف کرتا ہے، موٹاپے میں تخفیف اور پیٹ کو چربی کے بوجھ سے ہلکا کرتا ہے۔

ایک حدیث میں روزہ کی ترغیب دیتے ہوئے اس پہلو کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے اور یہ جسمانی فائدہ بیان کیا گیا ہے، چنانچہ فرمان نبوی ہے "صوموا تصحوا" روزہ رکھو صحت مند رہوگے، اس حدیث کو سیوطی نے تحسین کی ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے "لکل شیئ زکوۃ وزکوۃ الجسد الصوم" ہر چیز کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے، روزہ کے جہاں جسمانی اور روحانی فوائد ہیں وہیں معاشرتی اور سماجی فوائد بھی ہیں، مثلاً روزہ امت کو نظام اور اتحاد کا عادی اور عدل ومساوات کی محبت کا خوگر بناتا ہے، مسلمانوں میں باہم جذبۂ رحمت اور صفت احسان کی تشکیل کرتا ہے، اور معاشرہ کو شرور ومفاسد سے محفوظ رکھتا ہے، دن بھر بھوکا، پیاسا رہ کر غرباء ومساکین کے ساتھ حسن سلوک اور ترحم کا جذبہ امنڈ پڑتا ہے اور ان کے ساتھ ہمدردی وغمگساری کا خیال پیدا ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں روزہ کی وجہ سے خاطر جمعی اور قلبی سکون میسر آتا ہے، نفس امارہ کی تیزی وتندی جاتی رہتی ہے، اعضاء جسمانی اور بطور خاص وہ اعضاء جن کا نیکی اور بدی سے براہ راست تعلق ہوتا ہے مثلاً ہاتھ، آنکھ، زبان، کان اور شرمگاہ وغیرہ سست ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے گناہ کی خواہش کم اور معصیت کا رجحان ہلکا پڑ جاتا ہے، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ "جب نفس بھوکا ہوتا ہے تو تمام اعضاء سیر ہوتے ہیں" ایک حدیث میں نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "تم میں سے جو شادی پر قدرت رکھتا ہو وہ شادی کر لے اور جو ایسا نہ کر سکتا ہو تو وہ روزہ رکھے؛ کیونکہ روزہ خواہش نفس کے تقاضے کو توڑ دے گا"۔

اللہ تعالی ہم سب کو روزہ کے آداب واصول کا لحاظ رکھتے ہوئے روزہ رکھنے کی توفیق دے اور اس کے صحیح نتائج اور ثمرات وفوائد مرتب فرمائے، جن سے ہم سعادت دارین کے مستحق ہوں۔ آمین

بھٹکتی ہوئی دنیائے انسانیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں

مولانا اسرار الحق قاسمی صدر آل انڈیا تعلیمی وملی فاؤنڈیشن، نئی دہلی

عصر حاضر میں دنیائے انسانیت پر گہرائی کے ساتھ نگاہ ڈالنے سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دنیا تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف جا رہی ہے اور اس دنیا میں آباد بے شمار انسان صحیح راستہ سے بھٹک کر ان گنت مسائل سے دوچار ہو رہے ہیں، اس پر مزید ستم یہ کہ ایسے نازک ترین حالات میں بعض طاقتیں دنیا کو مزید تباہی کی طرف ڈھکیل رہی ہیں اور مادیت ومفادات پر مبنی نظریات نوع انساں کی غلط سمت میں رہنمائی کر رہے ہیں، جس کے نتیجہ میں اربوں انسانوں کی زندگی ہر سطح پر مصائب ومسائل کی بھنور میں پھنس کر داؤ پر لگ گئی ہے، یہ صورت حال اس بات کی متقاضی ہے کہ فوری طور سے خدا کی سب سے پسندیدہ مخلوق کی زندگی اور اس کے مستقبل کے تحفظ کے لیے کوئی جامع لائحہ عمل ونظام پیش کیا جائے اور وہ افراد جن کے پاس انسانی زندگی کا جامع ودرست نظریہ ونظام ہے وہ آگے بڑھ کر پوری انسانیت کے سامنے اس نظریہ ونظام کو پیش کریں، تاکہ بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھا راستہ مل جائے، جہاں تک سوال اس قوم وملت کا ہے جس کے پاس انسانی زندگی کا درست نظام ونظریہ اور جامع لائحہ عمل موجود ہے تو روئے زمین پر بود وباش اختیار کرنے والی تمام اقوام وملل میں صرف امت مسلمہ ہی وہ ملت ہے جس کے پاس انسان کی زندگی اور اس کے مستقبل کے تحفظ کا صحیح راستہ موجود ہے۔

یہ درست ہے کہ اللہ رب العزت نے انسانوں کو بے شمار صلاحیتوں سے نوازا ہے اور انہیں نیابت کا حقدار بھی ٹھہرایا ہے جس کی بنیاد پر وہ غور وفکر کی صلاحیت رکھتے ہیں، دنیا میں آگے بڑھنے کے طریقے جانتے ہیں، یہاں تک ضروریات زندگی سے متعلق بہت ساری اشیاء کو فراہم کرنے اور مصنوعات تیار کرنے کے متحمل بھی ہو سکتے ہیں، وہ زمین کے فاصلے تیزی کے ساتھ طے کرنے کے لیے ریلوں اور ہوائی جہاز جیسی برق رفتار چیزوں کی ایجاد کر سکتے ہیں اور کھوج بین کرتے ہوئے چاند اور دیگر سیاروں پر بھی پہنچ سکتے ہیں، لیکن ان تمام صلاحیتوں کے ساتھ باری تعالی نے ان کے اندر بھول اور نسیان کی صفت بھی رکھی ہے، جس کے سبب وہ بہت سی چیزوں وباتوں کو بھول جاتے ہیں اور زندگی میں بار بار غلطیوں کے مرتکب ہوتے ہیں، اسی طرح بنی نوع انسان کو بہت سے علوم سے متصف کرنے کے باوجود اس کی معلومات کو محدود رکھا گیا ہے، ماضی میں کیا ہوا ہے؟ نہ کسی انسان کو اس کا پورا علم ہے اور مستقبل میں کیا ہونے والا ہے نہ ہی اسے اس کا یقینی علم ہے، یہاں تک کہ انسان اپنے ہی زمانہ کے بہت سے لوگوں کے احوال وکوائف کے بارے میں بھی نہیں جانتا اور بہت سے لوگوں کے مزاج سے بھی اسے کماحقہ واقفیت نہیں ہوتی، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کسی بھی انسان کا پوری نوع انساں کے لیے بنایا ہوا قانون یا نظام درست نہیں ہو سکتا، چنانچہ بعض وہ فلاسفر یا ماہرین جنھوں نے اپنی عقل ومعلومات کی بنیاد پر انسانی زندگی کے لیے مختلف نظام اور قوانین تیار کئے اور عوام الناس نے ان کو اپنے حق میں بہتر سمجھ کر اپنی زندگی میں نافذ کیا، وہ راستہ سے بھٹک گئے، اس حالت میں وہ اپنی منزل مقصود

تک تو کیا پہنچتے، خود ان کی زندگی الجھنوں کی شکار ہو کر رہ گئی، ڈارون، فرائڈ، ڈرکایم اور کارل مارکس کے وضع کردہ انسانی زندگی سے متعلقہ نظام حیات اور نظریات نے نوع انساں کو صحیح راستہ سے بھٹکا دیا اور آج ان کے نقصانات بڑی تباہی کی شکل میں ظاہر ہو رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ نوع انسان کو اپنی زندگی کے لیے ایسے نظام اور قوانین کی ضرورت ہے جو پوری طرح سے درست ہوں اور ان میں نہ کسی طرح کا نقص ہو اور نہ ہی اس کا امکان موجود ہو، ظاہر سی بات ہے کہ ایسا نظام صرف اسی ذات کا بنایا ہوا نظام ہو سکتا ہے جس کا علم ہر شئے پر محیط ہو اور جو اپنے تمام بندوں کے مزاجوں سے واقف ہو، چاہے وہ بندے مشرقی ممالک کے رہنے والے ہوں یا مغربی ممالک کے، وہ ان کے ماضی سے بھی پورے طور پر واقف ہو اور اس سے ان کے مستقبل کا بھی یقینی و مکمل علم ہو، ایسی ذات سوائے رب کائنات کے کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی، اس لیے کہ اسی نے اس دنیا کو بنایا، اسی نے اس میں موجود ان گنت مخلوقات کو پیدا کیا اور اسی نے انسانوں کی تخلیق کی اور ان کو مختلف مزاج اور صلاحیتیں عطا کیں، چنانچہ انسانوں کی زندگی کو کامیاب بنانے اور انہیں ان کی حقیقی منزل تک پہنچانے کے لیے خالق دو جہاں نے انسان کو دین اسلام کی شکل میں ایک جامع نظام عطا کیا۔

اس نظام کو باری تعالی نے حیات انسانی کے مختلف ادوار میں اپنے انبیاء و رسل کے ذریعہ تمام انسانوں تک بھیجا تا کہ ہر دور کے لوگ اس سے مستفید ہوں اور کامیاب زندگی گزاریں، قرآن مجید میں اس کا تفصیلی ذکر موجود ہے، باری تعالی ارشاد فرماتا ہے ''ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا'' اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اسکے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں'' (اعراف ۵۹) ایک اور جگہ ارشاد فرمایا'' اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا، اس نے کہا ''اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں'' (اعراف ۶۵) ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا گیا'' اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا اس نے کہا'' اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں'' (اعراف ۸۵) یعنی انسانوں کی کامیابی کا راستہ پیغمبروں کے ذریعہ ہر دور میں بتایا جاتا رہا، آخر میں نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قیامت تک آنیوالے انسانوں کے لیے دین اسلام کو بھیجا گیا اور اس دین کی تکمیل کا اعلان کر دیا گیا، ارشاد باری ہے'' اب میں نے تمہارے لیے دین کو تام کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمتوں کو مکمل کر دیا ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے'' (المائدہ ۳) یعنی اب یہی دین جس میں دنیا میں زندگی گزارنے اور آخرت میں بھی سرخرو ہونے کے تمام تر طریقے موجود ہیں، قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کی بھلائی و کامیابی کے لیے ہے۔

ایسے میں وہ خوش نصیب قوم جس کے پاس دین اسلام کی روشنی ہے، اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس روشنی سے دیگر تمام انسانوں کو بھی روشناس کرے، انہیں بتائے کہ جس راستہ پر تم چل رہے ہو وہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے، خالص مادیت کا وہ راستہ جو تم نے اپنے لیے منتخب کئے ہوئے ہو وہ تمہیں بربادی کی طرف لے جاتا ہے، اگر تم دنیا و آخرت دونوں جہاں میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو تمام عالموں کے رب نے جو دین تمہارے لیے متعین کیا ہے اس کو مضبوطی سے تھام لو اور پوری زندگی اسی کے مطابق گزارو، اس صورت میں تم بے شمار مسائل سے خلاصی پا جاؤ گے، تمہارا وجود ایک دوسرے کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوگا اور تمہاری انفرادی زندگی بھی آئینہ کے مانند صاف وشفاف ہوگی اور تمہاری اجتماعی زندگی بھی بہت عیبوں و برائیوں سے پاک ہو جائے گی، پھر تمہیں اپنی زندگی کو نہ ہی پر تکلف بنانے کی ضرورت ہوگی، نہ تمہیں عارضی تعیّشات کے حصول کے لیے رات دن کا سکون برباد کرنا پڑے گا اور نہ تمہیں بے شمار خواہشات کے پیچھے بھاگنا پڑے گا، جو مزہ تمہیں سادہ زندگی میں آئے گا وہ مزہ پر تکلف زندگی میں نہ آئے گا، جو مزہ تمہیں دوسروں کی مدد کرنے میں آئے گا وہ مزہ خطیر رقم کو صرف اپنی ذات تک خرچ کرنے میں نہ آئے گا، جو تمہیں عاجزی

وانکساری کے ساتھ بات کرنے میں آئے گا وہ مزہ تمہیں سینہ پھلا کر بات کرنے میں نہ آئے گا، جو تمہیں سچ بولتے ہوئے آئے گا وہ مزہ تمہیں جھوٹ بولتے ہوئے نہ آئے گا اور جو مزہ تمہیں مساوات اور انصاف قائم کرنے میں آئے گا وہ مزہ ظلم وجبر اور زیادتی وناانصافی میں نہ آئے گا، ایسے ہی جو دلچسپی تمہیں اپنے اعمال کو درست کرنے میں ہوگی، دوسروں پر نقد کرنے میں نہ ہوگی۔

ایسے بہترین دین وخدائی نظام کو جس پر چل کر انسانی زندگی میں انقلاب برپا ہوجائے پوری انسانیت کے سامنے لانا مسلم امتہ کی ذمہ داری ہے، اس لیے بھی کہ قرآن وحدیث اور دینی تعلیمات کا گراں قدر سرمایہ اس کے پاس ہے اور اس لیے بھی کہ اسے اس بات کی ذمہ داری عطا کی گئی ہے کہ وہ بہترین امت ہونے کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیگر تمام انسانوں کے لیے نفع بخش امت ثابت ہو اور انہیں اچھائیوں کی طرف بلائے اور برائیوں سے روکے، اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے ''تم بہترین امت ہو جو سارے انسانوں کے لیے وجود میں لائی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر کامل ایمان رکھتے ہو''۔(آل عمران ۱۱۰)

اس آیت سے دو باتیں صاف طور پر معلوم ہوتی ہیں: ایک یہ کہ امت مسلمہ دیگر تمام قوموں اور جماعتوں میں بہترین امت ہے اور اسے امتیازی خوبیوں سے نوازا گیا ہے، دوسری بات اس آیت سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ اسے نہ صرف مسلمانوں کے لیے بلکہ سارے انسانوں کے لیے وجود میں لایا گیا ہے اور قیامت تک آنے والے ہر دور میں اسے انسانوں کی صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرنی ہے، آج دنیا میں جو تباہی رونما ہو رہی ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی قومیں اسلام کی روشنی سے دور ہیں اور اپنی عقل کے مطابق ان کی جی میں جو آتا ہے کر ڈالتی ہیں۔

یہاں ذرا رک کر موجودہ دور کے مسلمانوں کو دو اعتبار سے اپنا بھی محاسبہ کر لینا چاہئے کہ کیا واقعی وہ مذکورہ آیت کے مطابق اپنی ذمہ داریاں نبھا رہے ہیں؟ اور کیا وہ خود بھی اس دین وراستہ کو کما حقہ مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں جس کو دوسروں تک پہنچانا ان کی ذمہ داری ہے، سچائی تو یہ ہے کہ دونوں ہی اعتبار سے امت مسلمہ کے افراد غفلت کے شکار نظر آرہے ہیں، اگرچہ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ کے بعد بندے دین کی روشنی کو پھیلانے اور دینی نظام کی خوبیوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں؛ لیکن ان کی تعداد بہت کم ہے، جب کہ یہ پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

حیرت تو اس وقت ہوتی ہے کہ جب خود زیادہ تر مسلمان عملی اعتبار سے انتہائی کمزور نظر آتے ہیں اور ان کی زندگی دین کے مطابق دکھائی نہیں دیتی، بلکہ جس طرح دیگر قوموں کے افراد اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں، بہت سے مسلمان بھی اسی طرح مادیت کے پرفریب راستوں میں بھٹکتے ہوئے نظر آتے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ امت مسلمہ اپنے مقام کو پہچانے اور فکری وعملی طور پر پوری طرح سے دین اسلام کے نظام اور تعلیمات کو اپنی زندگی میں بسائے، پھر اپنی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے بقیہ تمام انسانوں کو اس کی دعوت دے تاکہ ان کی زندگی مصائب ومسائل سے خلاصی پاجائے اور وہ تباہی سے محفوظ ہوجائیں۔

انصاف کی قدروقیمت

حکومت کرنے والوں، سیاست دانوں، دانشوروں، عالموں، شاعروں، فلسفیوں، مفکروں اور ادیبوں کو ترازو ہی کی طرح منصف ہونا چاہئے، امریکہ میں اگر انصاف ہوتا تو اسرائیل کا خنجر عربوں کے سینہ میں نہ گھونپا جاتا، برطانیہ میں انصاف ہوتا تو سو برس ہمیں غلام نہ رہنا پڑتا، ہماری جائیدادیں تباہ، ہماری صنعت وحرفت مفلوج نہ ہوتی، ہمارے سر پر آرے نہ چلائے جاتے، نو آبادیاتی نظام دنیا میں قائم نہ ہوتا اور اگر آج ہمارے ملک میں انصاف ہوتا تو فسادات نہ ہوتے، شکایتیں نہ ہوتیں، مقدمات عدالتوں میں نہ جاتے، اسٹرائک اور مظاہرے نہ ہوتے، جب انصاف تھا تو شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

یادرفتگاں

مولانا مرتضیٰ صاحبؒ کی یادیں ورق ورق

پروفیسر انیس احمد چشتی (پونہ)

بچپن میں ایک نظم پڑھی تھی، اس کا نام تھا ''کتاب'' اسی نظم کا ایک شعر اب تک یاد ہے۔

ہمیں دنیا سے کیا مطلب مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر ورق ہوگا کفن اپنا

اب بڑے ہو کر جب عالمی اسلامی ادارہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے لائبریرین مولانا مرتضیٰ صاحب کو دیکھا تو پتہ چلا کہ کتابوں پر مرنا کسے کہتے ہیں اور ورق کو کفن بنانا کیا ہوتا ہے؟ وہ ۷۲ر سال کی عمر میں عالم فانی سے جدا ہوئے اور پوری نصف صدی تک کتابوں کی خدمت انجام دیتے رہے۔

ان کے وصال سے صرف پندرہ روز پہلے کی بات ہے، ہم لوگ ممبئی میں تھے اور مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے ساتھ آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کا ۷ر اور ۸ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کا بارہواں اجلاس منعقدہ احمد آباد ختم کرکے اور گجرات کے معروف اور غیر معروف علاقوں کا بڑا طویل دورہ کرکے یہاں لوٹے تھے، بمبئی میں لوٹ کر دیکھا تو مولانا مرتضیٰ صاحب آتے ہی کتابوں کے بڑے بڑے بنڈل درست کررہے ہیں، جو شاید سمندری کارگو سے کسی بیرونی ملک سے آئے ہوئے تھے، دریافت کرنے پر فرمایا کہ ''لکھنؤ کا سفر قریب ہے اور کتابوں کے یہ بنڈل کئی مہینوں سے یہاں آئے پڑے ہیں، اس بار چاہے کچھ ہوجائے انھیں یہاں سے بغیر لے جائے چھوڑوں گا نہیں'' میں نے کہا ''مولانا یہ بہت وزنی ہیں سرکانے، کھسکانے میں ناف کھسک جائے گی'' وہ کچھ نہیں ''قلی ہوگا، گاڑی پر رکھ کر لے جائیں گے، سر پر تھوڑے ہی لے جانے ہیں، لکھنؤ میں اسٹیشن پر گاڑی آجائے گی''۔

''مولانا ٹرانسپورٹ سے بھیج دیئے جائیں گے، آپ کیوں زحمت کرتے ہیں؟ میں نے تقریباً فیصلہ کن انداز میں کہا، جواب میں کیا فرمایا اتنا تو یاد نہیں؛ لیکن اتنا اندازہ ہوگیا کہ مولانا مان کر رہنے والوں میں سے نہیں ہیں، وہ دن بھر ان عظیم الشان بنڈلوں کو ہلاتے جھلاتے رہے، بلکہ یوں کہیئے کہ ان کے ساتھ کشتی لڑتے رہے اور جس صبح کو سفر تھا اس کی ایک رات پہلے سے ہی میری تشکیل کرتے رہے، اپنے آپ کو نہیں بلکہ ان بھاری بھرکم بنڈلوں کو الوداع کہنے کے لیے، کسے معلوم تھا کہ ممبئی میں ۱۴ر اکتوبر ۱۹۹۵ء کو وکٹوریہ ٹرمنس پر پیکج، قلی، گاڑی اور ٹکٹ کنفرمیشن کے جان لیوا مرحلے کے بعد پسینے میں شرابور جب میں نے مولانا سے رخصتی معانقہ کیا تھا تو وہ ہمارا آخری معانقہ تھا اور جب ریل میں انھیں چڑھوا کر الوداع کہا تو وہ آخری الوداع تھا اور ان کی زندگی میں اس کرۂ ارض پر واقع ہونے والا یہ ان کا آخری سفر تھا، جس کے بعد مولانا چند دنوں کے اندر اندر یعنی ۳ر نومبر ۱۹۹۵ء کی شب میں سفر آخرت پر روانہ ہونے والے تھے، پُشپک ایکسپریس پلیٹ فارم پر رینگتی رہی اور وہ بڑی دیر تک سراپا ممنون بنے دروازے پر کھڑے ہاتھ ہلاتے رہے، ان کی وہ کشیدہ قامتی اور ہوا کے جھونکوں سے لمبی سفید ڈاڑھی اور گیہواں رنگ کی شیروانی کے پلّے کا لہرانا اب تک یاد ہے، میرے لیے یہ ان کا آخری دیدار تھا۔

مولانا سفر کے رسیا اور سفر کے اہتمام وانصرام کے گویا ڈگری یافتہ تھے، ان کی معیت میں کیا ہوا سفر، سفر نہیں بلکہ حضر بن جاتا تھا اور مجھ کو

صحرا میں وہ عیش ہے کہ گھر یاد نہیں!'' والا معاملہ درپیش رہتا تھا، انھوں نے عالم اسلام کی بڑی بڑی شخصیتوں کے ساتھ سفر کیا تھا اور مسافرانہ انتظامات کی صعوبتیں جھیلی تھیں، وہ مسافروں کی نفسیات، میزبانوں کی توقعات اور بھارتی ریلوں اور بسوں کی ''اوقات'' سے خوف واقف تھے، انھیں ملک بھر کے ریلوں کے راستے، روٹ، جنکشن، شارٹ کٹ، قوانین اور دیہاتوں اور شہروں کے نام از بر تھے، سفر سے ذرا پہلے ان کے مسکراتے ہونٹ سکڑ جاتے، آنکھیں پر جلال رہتیں، ہاتھ پیر بے چین اور جسم کا درجہ حرارت یقیناً بڑھ جاتا ہوگا؛ لیکن چھو کر دیکھنے کی کس میں ہمت تھی، موٹر گاڑی میں جگہ ہونے کے باوجود غیر ضروری لوگوں کو گاڑی رکوا کر اتار دیا کرتے تھے، اصول اور نظریات کی حد تک وہ تھانوی مزاج تھے؛ لیکن جوں جوں گاڑی آگے بڑھتی، ہواؤں کے جھونکے چلتے، مولانا کے پانوں کی ڈبیا اور چھالیاں کی پٹلیا کھلتی اور مولانا کا چہرہ گلاب بن جاتا، وہ بچوں کی طرح کھلکھلاتے اور چہکتے اور بزرگوں کی طرح ہمرہان سفر پر شفقت فرماتے، ان کے ہاں دوران سفر کوئی بھید بھاؤ نہیں تھا، وہ ڈرائیور کو اپنے پاس بٹھا کر کھلاتے اور زیادہ کرایہ مانگنے والوں کو گھڑکتے اور دھتکارتے، جس علاقے سے گزر ہوتا تو پتہ چلتا کہ اس علاقے کی تاریخ، عمارات، بادشاہان، جنگیں، وارثان تخت وتاج کی سلسلہ وار ترتیب، علاقے کا جغرافیائی محل وقوع اور موسم انھیں از بر ہے، بہت کم لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ مولانا مرتضی صاحب کی تاریخ پر بڑی گہری نظر تھی، ہر علاقے کے بزرگان دین اور اہل اللہ کے واقعات کا انہیں زبردست استحضار تھا، مجھے ان کے ساتھ جے پور، اجمیر، ٹونک، مالوہ، مانڈو، احمد آباد، لوناواڑہ، سورت، گودھرا، بڑودہ، کپودرہ، راندیر، ڈابھیل، اسی طرح ریاست حیدرآباد میں مختلف علاقوں کے سفر کا اتفاق ہوا ہے، یوپی اور مہاراشٹر میں تو متعدد بار ہر علاقے میں یوں محسوس ہوتا تھا کہ ان کے سامنے تاریخ کے اوراق بکھرے پڑے ہیں اور وہ ایک ایسا ورق اٹھا کر بس پڑھتے چلے جا رہے ہیں، مالوہ متعدد بار دیکھا لیکن ایک سفر میں مولانا کی ہی ہمرہی کی وجہ سے ہم مانڈو کے خلیجوں اور دہلی کے خلیجوں میں فرق کر پائے، احمد آباد کو آباد کرنے میں چار ''احمدوں'' کے مقام سے مولانا کی ہی وجہ سے آگاہی نصیب ہوئی۔

مولانا مرتضی کے جد امجد مولانا سید جعفر علی نقوی نے حضرت سید احمد شہید کا ہاتھ تھاما تھا، یہی وجہ تھی کہ مولانا کو اس مبارک قافلے کے ایک ایک مجاہد، شہید اور مصلح سے بے پناہ عشق تھا، وہ جب ایک ایک حالات زندگی سنانے لگتے تو محسوس ہوتا گویا وہ خود اس کارواں کے ایک فرد فرید رہے ہوں اور ہر ایک سے ان کا ذاتی ربط رہا ہو۔

ایک مرتبہ مجھے حیدرآباد کے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے سیمینار میں ایک مقالہ پڑھنا تھا، موضوع جنگ آزادی پر محیط تھا، میرے قیام کا نظم مولانا کے ساتھ ہی تھا، جلسے سے ایک رات پہلے جب مقالے پر نظر ثانی کرنے بیٹھا تو پتہ چلا کہ مولانا فضل حق خیرآبادی کے بیان میں کچھ گڑ بڑ ہے، مولانا فضل حق خیرآبادی، مرزا غالب، حضرت مولانا اسماعیل شہیدؒ، بدعات کے خلاف جہاد، جہاد کا فتوی، پھر مولانا فضل حق خیرآبادیؒ، کالے پانی کی سزا، رہائی کا حکم، انگریز، انڈمان کے جیل کے دروازے سے جنازے کا نکلنا، کس کا جنازہ؟ دہلی میں ہلچل، مولانا اسماعیل شہیدؒ کی تحریک اصلاح کے خلاف مولانا فضل حق خیرآبادی کی محاذ آرائی، کہیں کچھ گڑبڑ ضرور تھی، میں علمی سکتے میں مبتلاء ہوگیا، رات کا وقت، آدمی نہ آدم زاد، قریب کوئی لائبریری نہ کتاب-جل تو جلال تو-صبح منہ اندھیرے نکلنا ہے اور دن نکلتے مقالہ پڑھنا ہے، شاید پہلی ہی نشست میں، میں بے یارو مددگار ٹکر ٹکر کمرے کی دیواروں کو دیکھتا اور لاچاری کا واحد سہارا یادداشت کو کریدتا رہا، اچھی طرح معلوم تھا کہ مولانا بستر پر بیٹھے نہایت اطمینان سے پان چبانے اور آلات پان کی درستگی میں مصروف ہیں، اچانک ذہن میں بجلی کا ایک کوندا لپکا، ارے مولانا! چلتا پھرتا کتب خانہ، یادوں کا انبار، حافظے کا کمپیوٹر، تاریخ کا انسائیکلو پیڈیا، آزادی کی تاریخ، نوک زبان، میں اچھل کر مولانا کے بستر پر آ گیا۔

''مولانا فضل حق خیر آبادی ایک فرد یا دو شخصیات؟

''جہاد کا فتویٰ؟''

''رہائی کا حکم؟''

''سفارش، وسیلہ، کالا پانی، جنازہ؟''

''بدعات- بدعات کی حق میں محاذ آرائی؟''

''حضرت اسماعیل شہیدؒ کے خلاف محاذ آرائی؟''

میں نے مولانا پر سوالوں کی بوچھار کردی، مولانا نے ایک ماہر سرجن کی طرح جنگ آزادی کی تاریخ کا پیٹ چاک کیا، میری دکھتی رگ پر نشتر رکھا اور علمی سکتہ پیدا کرنے والی گتھلی کو یوں تراشا کہ تازہ خون مقالے کی شریانوں میں پھر سے دوڑ گیا، یہ مقالہ میرے کامیاب ترین مضامین میں سے ایک ہے، جس کی برصغیر ہندو پاک میں یکساں پذیرائی ہوئی۔

لیکن مجھے اتنا یاد ہے کہ مولانا مرتضی اس علمی آپریشن کے دوران اپنے پانوں میں چونا برابر لگاتے رہے اور منہ میں انہیں دبا کر چھالیا اور کتھے تمباکو کے بندوبست میں برابر مصروف رہے، گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

مولانا مرتضی صاحب سراپا کتاب تھے، کتابی چہرہ، کتابی بھری پری ستواں ڈاڑھی، دراز قد، شکم اور سینہ ہموار، مزاج بلغمی تھا، لیکن کھانے پینے کے معاملے میں کسی کتابی پرہیزگاری کے قائل نہ تھے، ہر حلال چیز کھا لیتے تھے، مزاج میں سادگی اور تکلف، سختی اور ملائمت اس طرح رچ بس گئی تھی کہ جیسے کتابوں کی الماری میں مجلد اور غیر مجلد یعنی پیپر بیک والی کتابیں ساتھ ساتھ رکھی رہتی ہیں، اکثر لائبریرین کتابوں اور مصنفوں کے ناموں سے خوب واقف ہوتے ہیں؛ لیکن مولانا کتابوں کی ''نسل'' سے واقف تھے، لائبریری میں صرف کتابوں کی نشست و برخاست پران کی گہری نظر تھی، کتاب کا نام لیجئے، بغیر کیٹلاگ دیکھے اس کی حاضری، غیر حاضری اتہ پتہ، ناشر کا نام، مطبع کا نام، مطبع کا پتہ، مطبع کے مالک اور ناشر کے حالات زندگی تک سب کچھ بتا دیں گے، منشی نول کشور اور روحی ورما کے حالات زندگی میں نے انہیں سے سیکھے اور سنے ہیں:

مجھے ڈاکٹر تاراچند کی انگریزی تصنیف Influence of Islam on Indian culture (ہندوستانی تہذیب پر اسلام کے اثرات واحسانات) کے پہلے ایڈیشن کی تلاش تھی، کیونکہ بعد کے ایڈیشنوں میں کتر بیونت کا الزام ہے، سارے کتب خانے چھان مارے، کتاب نہ ملی، تھک ہار کر کتب خانہ شبلی کے لائبریرین مولانا مرتضی صاحب کے پاس پہنچا، انہوں نے بغیر کیٹلاگ دیکھے اثبات میں سر ہلا دیا، پتہ بتایا، میں نے احتیاطاً کیٹلاگ کی دراز کھولی، کتاب اپنے ٹھیک نشانے پر نکلی، تو بے ساختہ دل سے دعا نکلی اور اب بھی دل سے دعا نکل رہی ہے۔ ؎

آسمان ان کی لحد پر شبنم آفشانی کرے

//////☆☆☆☆//////

﴿بقیہ صفحہ ۲۱ رکا......﴾ دونوں حدیثوں میں داڑھی بڑھانے کے لئے امر کا صیغہ ہے اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے اور جو واجب کا تارک ہے وہ فاسق ہے، اگر وہ زبردستی امام بن گیا یا مسجد کے متولی نے اسے مسجد میں مقرر کر دیا اور اب لوگ اسے امامت سے ہٹا بھی نہیں سکتے، تو دوسری مسجد میں نیک صالح امام کی تلاش کی جائے، پھر اگر کوئی امام نہ ملے، تو جماعت ترک نہ کی جائے بلکہ فاسق کے پیچھے ہی نماز پڑھ لی جائے اور اس کا بار اور گناہ فاسق امام کو متعین کرنے والے پر ہوگا۔ (احسن الفتاوی جلد ۳ رصفحہ ۳۶۰)

امداد المفتیین میں ہے کہ داڑھی کاٹنے والا یا مونڈنے والا فاسق اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے، اس کی امامت جائز نہیں ہے، اس لیے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس کی توہین ضروری ہے اور اس کو امامت کے لیے آگے بڑھانے میں اس کی تعظیم ہے (امداد المفتیین جلد ۱ رصفحہ ۲۶۱) کفایۃ المفتی میں ہے کہ داڑھی مونڈانے والے کی امامت مکروہ ہے، مگر ہاں اگر مقتدی بھی داڑھی مونڈاتے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی جلد ۳ رصفحہ ۵۷)

نصائح خواتین   دوسری قسط

مسلمان بہنوں سے دردمندانہ خطاب

مولانا غیاث احمد رشادی مدیر ماہنامہ ''فیض صفا'' حیدرآباد

معاشرہ میں تم بے قیمت ہو جاؤگی:

اے بہن! اسکولوں اور کالجوں میں تمہارا ایسی لڑکیوں سے گہرا تعلق اوران سے دوستی جن لڑکیوں کا کردار برا ہو، جن میں حیا کا نام ونشان نہ ہو، جن کی زبان بے حیائی کے گن گانے میں تر ہو اور جن کے ہاتھ موسیقی بجانے میں لگے ہوں اور جو مغربی تہذیب کی دلدادہ ہوں ایسی لڑکیوں سے قلبی لگاؤ اوران کے ساتھ گپ شپ اوران کے ساتھ آئس کریم کی دکانوں، ہوٹلوں اور چائے خانوں میں بیٹھنا بہت بری عادت ہے، تمہیں ایک مسلمان بہن ہونے کی حیثیت سے ان تمام حرکتوں سے بچنا چاہئے، تمہیں اسکول اس لیے بھیجا جارہا ہے تاکہ تم بن جاؤ، اس لیے نہیں کہ تم بگڑ جاؤ۔

اپنے آپ کو سنبھالو اور ہوش میں آؤ، تمہاری قیمت کو اللہ تعالی نے تمہاری حیا وعفت میں رکھا ہے، جس دن تمہاری عفت کا پردہ چاک ہوجائے گا اس دن تمہاری قیمت بھی ختم ہوجائے گی اور معاشرہ میں تم ایک بے قیمت لڑکی کہلاؤ گی، تم اسکول میں اپنا وقت تعلیم میں لگاؤ اور اسلامی تربیت حاصل کرو، حدود سے تجاوز کرنے کی جرأت نہ کرو، آج اگر تم نے آوارگی، بے حیائی، بے حجابی، ہوٹلنگ، بری صحبت جیسے بیج بوئے تو کل جو فصل تمہارے ہاتھوں کو لگے گی اس میں ذلت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

اے بھن تم آئینہ کی طرح ہو:

تم آئینہ کی طرح ہو، خدارا تمہاری عفت کے اس آئینہ میں کوئی ایسا داغ دھبہ یا کوئی دراڑ نہ آجائے ورنہ یہ تمہاری پوری زندگی کے لیے وبال جان ثابت ہوگا۔

اے بہن! تم جس طرح اپنی زندگی کی حفاظت کے لئے زہر آلود غذا یا دوا سے پرہیز کرتی ہو اوراس کے استعمال سے گریز کرتی ہو، تمہیں اس سے بھی زیادہ اس بات سے گریز اور پرہیز کرنا چاہئے کہ کسی نامحرم مرد سے بے تکلف و بے محابہ بات کرو، نہ تو اسکول وکالج میں، نہ راستہ اور چوراہے میں، نہ ہوٹل وکلب میں اور نہ ہی محلّہ، پڑوس اور رشتہ داری میں۔

تمہارے حسن کی وجہ سے ہوسکتا ہے کہ کوئی تمہاری طرف للچائی ہوئی نگاہ سے دیکھے لیکن تمہاری حیا اس کو صاف جواب دیدے کہ یہاں تمہاری کوئی غذا نہیں ہے۔

وقتی اور عارضی لطف ولذت زندگی بھر کے لطف وسکون کو تباہ کرسکتی ہے، تمہیں ایسے اسکول وکالج میں پڑھنے سے بالکل گریز کرنا چاہئے جہاں مخلوط تعلیم ہو، بکری اور بھیڑیا جب ایک جگہ ہوتے ہیں تو بکری کا محفوظ ہونا ناممکن ہے، تم اپنی فراست ایمانی سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ سکتی ہو کہ نوجوانوں کی شکل میں یہ بھیڑیئے کس قدر چوکنا ہیں اور اپنے شکار کی تاک میں ہیں، اگر اس دلدل میں تم ایک مرتبہ پھنس گئی تو زندگی بھر یہ دلدل تمہیں قیدی بنادے گا اور تمہاری زندگی اجیرن ہوجائے گی۔

ھیرے اور موتی سے زیادہ تم قیمتی ھو:

قیمتی موتی اور نایاب ہیرے کو کوئی سڑک یا چوراہے پر یوں ہی نہیں چھوڑ دیتا بلکہ قیمتی موتی اور نایاب ہیرے کو محفوظ جگہ رکھا جاتا ہے،

لوگوں کی نظروں سے دور رکھا جاتا ہے، تم بھی قیمتی موتی سے زیادہ قیمتی ہو، نایاب ہیرے سے زیادہ تمہاری اہمیت ہے، تمہیں مغربی تہذیب کی بہتی ہوئی الٹی گنگا سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے اور ان کی لگائی ہوئی اس آگ کو نور نہیں سمجھنا چاہئے اور اسلام کی قید و بند کو اپنے لیے بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے ؛ بلکہ یہ اسلام کی دی ہوئی نعمت ہے کہ اسلام نے تم کو قیمتی ہیرے سے زیادہ اونچا مقام دیا ہے، اور تمہیں "وقرن فی بیوتکن" (اپنے گھروں میں وقار سے قیام کرو) کا پیغام دیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے تم اپنے گھروں میں رہو، زندگی کی ضروریات اور زمانے کے تقاضوں کی وجہ سے اگر تمہیں اپنے گھر سے نکلنا ہی ہے تو مجھے تم سے یہ کہنا ہے کہ پردے کی پابندی کے ساتھ نکلو، نگاہوں کو نیچی رکھو، ایسے بھڑکیلے لباس کے ساتھ نہ نکلو جس کی وجہ سے تم بھیڑیوں کا نشانہ بن جاؤ اور کوئی تم کو اچک لے۔

عصری علوم کے ساتھ دینی علوم بھی سیکھو:

اے بہن! تم نے یقیناً عصری فنون میں مہارت حاصل کی، مادی علوم میں اونچا مقام حاصل کیا، مبارک ہو یہ علوم، اگر تم نے ان علوم کے حاصل کرتے ہوئے حدود اسلامی کو نہ روندا ہو، انہی فنون کے ساتھ تمہیں دینی علوم بھی حاصل کرنا چاہئے، دینی امور سے جہالت، اسلامی بنیادی باتوں سے ناواقفیت اور شرعی احکام سے بے خبر رہنا ایک مسلمان عورت کے لیے زیبا نہیں، مسلمان مرد پر جہاں علم کا حاصل کرنا فرض ہے وہیں مسلمان عورت پر بھی علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

ہاں اے بہن! آج تم ایک لڑکی ہو، کل تم ایک عورت کے روپ میں بیوی، ماں اور بہت کچھ بن جاؤ گی، لیکن کیا ان مراحل کے طے کرنے میں دینی علم کا حاصل کرنا تم پر ضروری نہیں ہے؟

ہاں یہ ضروری ہے کہ عورتوں سے متعلقہ جو علوم و مسائل ہیں ان مسائل کو جانو اور عورتوں کے خصوصی مسائل کے بارے میں معلومات حاصل کرو، اس سلسلہ میں علماء کرام نے جو مفید اور معتبر کتابیں لکھی ہیں ان کتابوں کا مطالعہ کرو، نیز ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات کی زندگی اور ان کے اوصاف و اخلاق کے بارے میں معلومات حاصل کرو، تاکہ ایک اچھی بیوی اور ذمہ دار ماں کا کردار ادا کرو، علم دین کے نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی عورتیں ایسے کاموں میں مبتلا ہو جاتی ہیں جن کاموں کے کرنے سے اسلام نے روکا ہے، اگر تمہیں پہلے ہی سے ان امور کے بارے میں علم ہو تو یہ علم تمہیں بہت سی برائیوں سے روکے گا۔

پہچانو کہ زندگی کا مقصد کیا ہے؟:

یہ دنیا ہے اس دنیا میں انسان ایک محدود مدت کے لیے آیا ہے، یہاں ہر شخص اس لیے آیا ہے کہ وہ یہاں سے وہاں کے لیے کچھ لیجائے جہاں جانے کے بعد واپس آنا ممکن نہیں ہے، دنیا میں تم اس مقصد کے تحت زندگی بسر کرو کہ مجھے میرے رب کو خوش کرنا ہے، اس کی عبادت کرنی ہے اور مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں بامعنی زندگی گزارنی ہے، جس میں حقوق اللہ بھی ادا ہوں اور حقوق العباد کا بھی پاس و لحاظ ہو، صبح سے شام تک کھانے پینے، چلنے پھرنے، نہانے دھونے، پکانے اور اسکول جانے اور آنے ہی کو اپنی زندگی کا وظیفہ بنالینا اور اسی محدود دخول میں رہ کر یہ سمجھنا کہ ہماری زندگی کامیاب زندگی ہے، یہاں کھانا پینا بھی ہے، پہننا اوڑھنا بھی ہے، باورچی خانہ سنبھالنا بھی ہے، اسکول جانا اور آنا بھی ہے، اسی کے ساتھ ساتھ اس مقصد حقیقی کی تکمیل بھی ضروری ہے، جس کے لیے اللہ تعالی نے ہر مرد و عورت کو پیدا کیا ہے "وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون" اللہ تعالی نے فرمایا میں نے جن وانس کو صرف عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔

AGE24\A...
not found.

اصلاحیات

آپسی جھگڑوں کا حل

مولانا محمد عمر صاحب قاسمی مجاہد پوری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے"فلا وربك لايؤمن حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا فى انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلموا تسليما"۔(سورہ نساء پارہ۵/رکوع ٦)

قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپ سے تصفیہ کرالیں (اور آپ نہ ہوں تو آپ کی شریعت سے) پھر آپ کے تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورا تسلیم کرلیں۔(ترجمہ حضرت تھانوی)

آیات کا شان نزول:

ان آیات کے نزول کا ایک خاص واقعہ ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ بشر نامی ایک منافق تھا اس کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا، یہودی نے کہا کہ چل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان سے فیصلہ کرائیں مگر بشر منافق نے اس کو قبول نہ کیا، بلکہ کعب بن اشرف یہودی کے پاس جانے اور اس سے فیصلہ کرانے کی تجویز پیش کی، کعب بن اشرف یہودیوں کا سردار اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا، یہ عجیب بات تھی کہ یہودی تو اپنے سردار کو چھوڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ پسند کرے اور اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا بشر آپ کے بجائے یہودی سردار کا فیصلہ اختیار کرے، مگر راز اس میں یہ تھا کہ ان دونوں کو اس پر یقین تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حق وانصاف کا فیصلہ کریں گے، اس میں کسی کی رو رعایت یا غلط فہمی کا اندیشہ نہیں اور چونکہ اس جھگڑے میں یہودی حق پر تھا اس لیے اس کو اپنے سردار کعب بن اشرف سے زیادہ اعتماد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اور بشر منافق غلطی اور ناحق پر تھا، اس لیے جانتا تھا کہ آپ کا فیصلہ میرے خلاف ہوگا اگر چہ میں مسلمان کہلاتا ہوں اور یہ یہودی ہے، ان دونوں میں باہم گفتگو کے بعد یہ انجام ہوا کہ دونوں اسی پر راضی ہوگئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر آپ سے ہی اپنے مقدمہ کا فیصلہ کرائیں، مقدمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاملہ کی تحقیق فرمائی تو حق یہودی کا ثابت ہوا تو اسی کے حق میں فیصلہ دیدیا اور بشر کو جو بظاہر مسلمان تھا ناکام کردیا، اس لئے وہ اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا اور ایک نئی راہ نکالی کہ کسی طرح یہودی کو اس بات پر راضی کرلیا جائے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کرانے چلیں، یہودی نے اس کو قبول کرلیا، راز اس میں یہ تھا کہ بشر کے دماغ میں تھا کہ حضرت عمر کفار کے معاملہ میں سخت ہیں وہ یہودی کے حق میں فیصلہ دینے کے بجائے میرے حق میں فیصلہ دیں گے، بہر کیف یہ دونوں اب حضرت عمر فاروق اعظم کے پاس پہنچے، یہودی نے حضرت عمر کے سامنے پورا واقعہ بیان کردیا کہ اس مقدمہ کا فیصلہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم فرما چکے ہیں مگر یہ شخص اس پر مطمئن نہیں اور آپ کے پاس مقدمہ لایا ہے، حضرت عمر نے بشر سے پوچھا کہ کیا یہی واقعہ ہے، اس نے اقرار کیا، حضرت عمر فاروق نے فرمایا اچھا ذرا ٹھہرو! میں آتا ہوں، گھر میں تشریف لے گئے اور ایک تلوار لے کر آئے اور اس منافق کا کام تمام کردیا اور فرمایا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ ہو اس کا یہی فیصلہ ہے۔(روح المعانی)

اور اکثر مفسرین نے اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ اس کے بعد منافق مقتول کے وارثوں نے حضرت عمرؓ کے خلاف یہ دعوی بھی دائر کردیا کہ انہوں ں نے ایک مسلمان کو بغیر دلیل شرعی کے مار ڈالا ہے اور اس کو مسلمان ثابت کرنے کے لیے اس کے کفر قولی و عملی کی تاویلیں پیش کیں آیت مذکورہ میں اللہ تعالی نے معاملہ کی اصل حقیقت اور اس شخص مقتول کا منافق ہونا ظاہر فرما کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بری کردیا۔

رسولؐ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنا کفر ھے:

اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور علو مرتبت کے اظہار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت جو بیشمار آیات قرآنیہ سے ثابت ہے، اس کی واضح تشریح بیان فرمائی ہے، اس آیت میں قسم کھا کر حق تعالی شانہ نے فرمایا کہ کوئی آدمی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹھنڈے دل سے پوری طرح تسلیم نہ کرے کہ اس کے دل میں بھی اس فیصلہ سے کوئی تنگی نہ پائی جائے۔

اختلافات میں آپ کو حکم بنانا آپ کے عھد مبارک کے ساتھ مخصوص نھیں:

حضرات مفسرین نے فرمایا کہ ارشاد قرآنی پر عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک کے ساتھ مخصوص نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی شریعت مطہرہ کا فیصلہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہے، اس لیے یہ حکم قیامت تک اس طرح جاری ہے کہ آپ کے زمانہ مبارک میں خود بلاواسطہ آپ سے رجوع کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی شریعت کی طرف رجوع کیا جائے جو درحقیقت آپ ہی کی طرف رجوع ہے۔

اپنی رائے اور خواھشات کو شریعت کے تابع کرنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لایؤمن احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به" تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں جب تک کہ اس کا نفس (اس کی خواہشات) میری لائی ہوئی شریعت کے تابع نہ ہو، اسی مضمون کو قرآن حکیم نے دوسرے لفظوں میں بیان کیا ہے "ما آتكم الرسول فخذوه ومانهكم عنه فانتهوا" جو احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں لے لیا کرو (یعنی عمل کرو) اور جن افعال (منکرات) سے روکیں ان سے رک جایا کرو۔

شریعت کے مکمل پابندی کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ زندگی کی کامیابی کا نہیں ہے، اس میں کوتاہی یا تساہلی ایمان کی کمزوری ہے۔

مسلمانوں کی اجتماعی قوت کے دواصول:

۱-تقوی: ارشاد باری تعالی ہے" يايها الذين آمنوا اتقوا الله حق تقته ولاتموتن الاوانتم مسلمون".(سورة آل عمران پاره٤/ ركوع٢)

اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا چاہئے اس سے ڈرنا اور نہ مریو مگر مسلمان۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

یعنی ہر مسلمان کے دل میں پورا ڈر خدا کا ہونا چاہئے کہ اپنے مقدور بھر پرہیز گاری وتقوی کی راہ سے نہ ہٹے اور ہمیشہ اس سے استقامت کا طالب رہے، شیاطین چاہتے ہیں کہ تمہارا قدم اسلام کے راستہ سے ڈگمگادیں، تمہیں چاہئے کہ انہیں مایوس کردو اور مرتے دم تک کوئی حرکت مسلمان کے خلاف نہ کرو، تمہارا جینا مرنا خالص اسلام پر ہونا چاہئے۔

۲-باہمی اتفاق: اللہ کا ارشاد ہے" واعتصموا بحبل اللّه جميعاً ولاتفرقوا"۔(سورة آل عمران پاره ٤/ركوع ٢)

اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند)

شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

متحد ہوگے تو کہلاؤ گے مومن غازی
منتشر ہوگے تو قسطوں میں صفایا ہوگا

اتفاق واتحاد ایک ایسی چیز ہے جس کے محمود ومطلوب ہونے پر دنیا کے تمام انسان متفق ہیں خواہ وہ کسی ملک اور کسی زمانے کے ہوں، کسی مذہب ومشرب سے تعلق رکھتے ہوں اس پر سب کا اتفاق ہے، دنیا میں

شاید کوئی ایک آدمی بھی ایسا نہ نکلے جو لڑائی جھگڑے کو بذاتہ مفید اور بہتر جانتا ہو، اس لیے دنیا کی ہر جماعت، ہر پارٹی، لوگوں کو متفق کرنے کی ہی دعوت دیتی ہے۔

لیکن دنیا کے حالات کا تجربہ بتلاتا ہے کہ اتفاق کے مفید اور ضروری ہونے پر سب کے اتفاق کے باوجود یہ ہورہا ہے کہ انسانیت گروہوں اور پارٹیوں میں بٹی ہوئی ہے، کسی انسانی دماغ یا چند انسانوں کے بنائے ہوئے نظام و پروگرام کو دوسرے انسانوں پر تھوپ کر ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ سب اس پر متفق ہوجائیں گے، عقل وانصاف کے خلاف اور خود فریبی کے سوا کچھ نہیں، کسی پارٹی یا کسی انسان کا یہ سوچنا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہ ہی حق ہے، اس کے خلاف باطل ہے، یا یہ کہے جو میں نے ارادہ کرلیا ہے وہ ہو کر رہے گا چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہوجائے، مخلوق کٹ جائے، خون بہہ جائے مگر یہ ہوکر رہے گا، یہ اللہ تعالی کے بندے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کے دعوی تو نہیں ہوسکتا، اس سلسلہ میں شیخ کی اپنے خلیفہ کو نصیحت ملاحظہ فرمایئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اپنے ایک خلیفہ کو پرمغز نصیحت:

سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خلیفہ کو خلافت عنایت فرمائی، اس زمانے کے دستور کے مطابق پگڑی باندھی اور کچھ وصیتیں کیں اور کہہ دیا کہ تم میری طرف سے نائب اور خلیفہ ہو، جا کر لوگوں کی تربیت کرو، اصلاح کرو! خلیفہ نے رخصت کیوقت عرض کیا کہ حضرت کچھ نصیحت فرمایئے تا کہ میں اس نصیحت پر کاربند رہوں حضرت نے دو باتوں کی نصیحت فرمائی، فرمایا نہ تو نبوت کا دعوی کرنا اور نہ خدائی کا دعوی کرنا، خلیفہ یہ سن کر حیران و پریشان ہوئے کہ حضرت آپ کا خادم غلام برسوں آپ کی صحبت میں رہا، کیا مجھ سے ممکن ہے کہ میں خدائی کا دعوی کروں یہ تو فرعون کا کام ہے، اور کیا مجھ سے یہ ممکن ہے کہ میں نبوت کا دعوی کروں جو نبی کے غلاموں کا غلام ہو وہ کب نبوت کا دعوی کرے گا، حضرت نے یہ کیسی نصیحت فرمائی، آپ نصیحت فرماتے کہ بھائی عبادت میں ثابت قدم رہنا، اخلاق کی حفاظت کرنا، مخلوق کی اصلاح کرنا، حضرت کا یہ فرمانا کہ خدائی کا دعوی نہ کرنا، نبوت کا دعوی نہ کرنا، یہ تو ہم لوگوں سے ممکن ہی نہیں، اس نصیحت سے کوئی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے معنی سمجھ لو پھر بات سمجھ میں آجائے گی، فرمایا کہ خدا کی ذات وہ ہے کہ جو کہہ دے وہ اٹل ہو، اگر وہ چاہے کہ زمین بنے تو زمین بن کر رہے، یہ ناممکن ہے کہ نہ ہو، ارادہ خداوندی پر مراد کا مرتب ہونا قطعی اور لازمی ہے، یہ ناممکن ہے کہ حق تعالی ارادہ فرمائیں اور وہ پورا نہ ہو وہ تو قادر مطلق ہے "اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون" اگر وہ ارادہ کرے کہ جہاں بنے تو اسے محنت کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ اسباب فراہم کرے وہ اسباب کے محتاج نہیں، اسباب کے تو وہ خالق ہیں وہاں تو منشاء ہے کہ ہو جا بس ہو جاتی ہے، تو اللہ کی ذات وہ ہے کہ جو وہ ارادہ کرے اور کہہ دے وہ اٹل ہو ٹلنے والی چیز نہ ہو۔

اور دعوی نبوت کے معنی یہ ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ جو وہ فرمادے وہ حق ہو یہ ممکن ہی نہیں کہ نبی کی زبان سے کوئی ناحق چیز نکلے جو نبی فرمائیں گے وہ حق ہوگا اور جو کرکے دکھائیں گے وہ بھی حق ہوگا اور اس کے خلاف باطل ہوگا، اگر تم نے جا کر یہ کہا کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہی حق ہے، اور میری رائے اتنی حق ہے کہ کوئی دوسرا سامنے نہیں آسکتا ہے تو یہ در پردہ نبوت کا دعوی ہوگا، میں تم کو اسی کی نصیحت کرتا ہوں کہ یہ دعوی نہ کرنا، نبوت کا دعوی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ تم یوں کہو کہ میں نبی ہوں بلکہ اپنے اندر خاص وہ شان پیدا کرے جو نبی کے اندر ہوتی ہے، یوں کہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں وہی حق ہے، اس کے خلاف سب باطل ہے، اس چیز کا مدعی بننا در پردہ نبوت کا دعوی ہے اور جو یوں کہے کہ میں نے جو ارادہ کرلیا ہے وہ ہو کر رہے گا، دنیا ادھر کی ادھر ہوجائے مخلوق کٹ جائے خون بہہ جائے مگر یہ ہو، یہ در پردہ خدائی کا دعوی ہے، یہ خدا کا کام ہے کہ جو ارادہ فرماتے ہیں وہ اٹل ہو، تو میں نے جو یہ کہا کہ خدائی کا دعوی

نہ کرنا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ارادہ کو یوں مت سمجھنا کہ یہ اٹل ہے اور یہ ہونا ہی چاہے اور اس کے خلاف ممکن نہیں، حالانکہ ہر چیز میں تمہارا خلاف ممکن ہے یہ تو ہوا دعوی خدائی کا حاصل اور دعوی نبوت کا حاصل یہ ہے کہ جو تمہاری زبان سے نکل جائے اس پر جمے رہو گویا کہ اس کے خلاف باطل ہے، حالانکہ یہ ناممکن ہے وہ خدا کا مقام ہے اور یہ نبی کا مقام ہے، حضرت شیخ نے بڑے بلیغ پیرائے میں نصیحت فرمائی، ظاہر میں تو بڑی وحشت ناک نصیحت تھی کہ خدائی کا دعوی نہ کرنا، نبوت کا دعوی نہ کرنا، مگر جب خدائی اور نبوت کے معنی بیان کئے تو سمجھ میں آ گیا۔

معلوم ہوا کہ بہت سے آدمی در پردہ خدائی کا دعوی کرتے ہیں اور بہت سے لوگ جو کہہ دیتے ہیں کہ وہی صحیح ہے جو ہم کر رہے ہیں وہ در پردہ نبوت کا دعوی کرتے ہیں ورنہ ان پر کوئی وحی یا الہام آ رہا ہے کہ وہی حق کہہ رہے ہیں، دوسرا حق کہہ نہیں سکتا، البتہ وہ مسئلہ جو قرآن وحدیث سے ثابت شدہ ہے اس کے بارے میں تو کہہ سکتے ہیں کہ یہی حق ہے اس کے خلاف ہرگز نہیں۔

دو جماعتوں میں اختلاف کے وقت مسلمانوں کی ذمہ داری:

"وان طائفتن من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما"۔(سورہ حجرات پارہ ٢٦/رکوع ١٣)

اور اگر دو فریق مسلمانوں کے آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر تو سب لڑو اس چڑھائی والے پر یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کا حکم پر، اور اگر پھر آیا ملاپ کرا دو ان میں برابر اور انصاف کرو، بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے۔(ترجمہ شیخ الہند)

یعنی اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم وزیادتی پر ہی کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں یہاں تک وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دے اس وقت چاہئے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات وانصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں "انما المومنون اخوة" مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو۔(ترجمہ حضرت شیخ الہند)

یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے، دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے جب دو بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو یوں ہی ان کے حال پر نہ چھوڑ دو بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرفداری میں یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔

اللہ تعالی ہم تمام مسلمانوں کو اپنے نزاعی معاملات کلام الہی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی میں حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

نقوش اسلام کی ڈاک

محترم جناب ایڈیٹر صاحب

سلام مسنون!

حافظ محمد امتیاز رحمانی کے ذریعہ آپ کے چچا محترم (جناب الحاج عبدالغفار صاحب) کے انتقال کی خبر ملی، اناللہ وانا الیہ راجعون

یہاں طلبہ، اساتذہ وکارکنان کی ایک بڑی جماعت نے مل کر مرحوم کے لیے ختم قرآن وایصال ثواب کا اہتمام کیا اور تمام لوگوں نے دعا کی کہ اللہ تعالی مرحوم کے حسنات کو قبول فرمائے ان کے سیات کو معاف فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے، حضرت (مولانا ولی رحمانی) صاحب نے بھی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت اور آپ تمام حضرات کے لیے صبر وسکون کی دعا کی، آئندہ بھی مرحوم کے لیے ایصال ثواب کا اہتمام کیا جائے گا (ان شاءاللہ) اہالیان جامعہ رحمانی وخانقاہ بخیر وعافیت ہیں۔والسلام

عبدالعظیم رحمانی، جامعہ رحمانیہ مونگیر بہار

حالات حاضرہ

حافظ عبدالستار عزیزی

عالمی خبریں News World

آب زمزم پرنئی تحقیق

جاپان کے مایہ ناز سائنسداں ڈاکٹر مسارو ایموٹو نے انکشاف کیا ہے کہ آب زمزم میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اس کے سوا دنیا کے کسی بھی پانی میں موجود نہیں ہے، انہوں نے نینو نامی ٹیکنالوجی کی مدد سے آب زمزم پر متعدد بار تحقیقیں کی ہیں، جن کی مدد سے انہیں معلوم ہوا کہ آب زمزم کا ایک قطرہ عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں شامل کیا جائے تو عام پانی میں بھی وہ خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں جو زمزم میں ہیں۔

ڈاکٹر ایموٹو جاپان میں قائم ہیڈ وانسٹی ٹیوٹ برائے تحقیق کے سربراہ ہیں اور آج کل مملکت کے دورے پر آئے ہوئے ہیں، انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں کہا کہ جاپان میں انہیں ایک عرب باشندے سے آب زمزم ملا جس پر انہوں نے متعدد بار تحقیقیں کی ہیں، تحقیق سے معلوم ہوا کہ زمزم کے ایک قطرے کا بلور (چمکدار معدنی جوہر) انفرادیت رکھتا ہے، دیگر کسی پانی کے قطرے کے بلور سے مشابہت نہیں رکھتا، کرہ ارضی کے کسی خطے سے لیے گئے پانی کے خواص زمزم سے کسی طرح بھی مشابہت نہیں رکھتے، انہوں نے لیباریٹری ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کیا کہ آب زمزم کے خواص کو کسی طرح بھی تبدیل کرنا ممکن نہیں، اس کی اصل وجہ جاننے سے سائنس قاصر ہے، زمزم کی ری سائیکلنک کرنے کے بعد بھی اس کے بلور میں تبدیلی نہیں پائی گئی۔

تیونس میں قبول اسلام کی بڑھتی ہوئی تعداد

تیونس میں گزشتہ آٹھ برسوں میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۳۲۱۴ر ہو چکی ہے، عربی روزنامہ ''الریاض'' کے مطابق ۲۰۰۸ء کے آغاز سے لے کر اب تک چھ ماہ میں ۲۱۲ر غیر ملکی مفتی محمد یونس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، اسلام قبول کرنے والے ان افراد کا تعلق فرانس، اٹلی، جرمنی، بلجیم، سویزرلینڈ اور ہالینڈ سے ہے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ گزشتہ برس اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۴۹۵ر تھی، اس طرح ۲۰۰۰ر سے اب تک ۳۲۱۴ر افراد تیونس میں اسلام قبول کر چکے ہیں۔

مرکز کے دونوں اداروں میں سالانہ امتحان

مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے دونوں اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں سالانہ امتحانات ۱۶ر شعبان ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۸ر اگست ۲۰۰۸ء بروز سنیچر سے ۲۳ر شعبان مطابق ۲۵ر اگست بروز پیر تک ہوں گے، اس کے بعد عام سالانہ تعطیل ہوگی۔

مرکز میں تقسیم انعامات کی تقریب

مرکز کے دونوں اداروں سے اسلامیات کے امتحان کورس میں امسال ایک سو سے زائد طلبہ وطالبات نے شرکت کی، جن میں اول اور دوم پوزیشن آنے والے طلبہ کو بالترتیب ۲ر پیور گولڈ، ۴ر گولڈ میڈل، ۶ر سلور میڈل اس طرح کل ۱۲ر بچوں کو انعامات سے نوازا جائے گا، یہ تقریب امتحان کے ختم بعد ۲۳ر شعبان مطابق ۲۵ر اگست کو صبح ۱۰ر بجے ہوگی۔

ستمبر اور اکتوبر کا شمارہ سفر حج کے متعلق ہوگا

''نقوش اسلام'' امسال حجاج کرام کے لیے اپنی خاص اشاعت کے نام سے ''سفر حج کی مشکلات اور ان کا ممکن حل'' پیش کرنے جا رہا ہے، تاکہ حج کے دوران حجاج کرام اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں اور صحیح معلومات حاصل کر کے ارکان کی ادائیگی کر سکیں، اس کتاب میں آسان طریقے سے مسائل حج اور وہاں کے راستے، وہاں کے مقامات کی نشاندھی کی گئی ہے اور مقامات حج کو نقشوں کے ذریعہ بتایا گیا ہے، جس سے حجاج کرام کو کافی سہولت ملے گی۔

اسلام میں پردہ کی اہمیت کا ہندی میں ترجمہ

مرکز سے شائع ہونے والی پردہ سے متعلق ایک کتاب ''اسلام میں پردہ کی اہمیت'' کا ہندی میں ترجمہ شائع ہوگیا ہے، اسکول وکالجز میں پڑھنے والی طالبات اور دفتری ماحول میں کام کرنے والی خواتین کے لیے بہترین شاہکار ہے۔

وفیات

۞ ۲۰ر جون ۲۰۰۸ء میں مولانا ڈاکٹر اجتباء ندوی کا انتقال ہوگیا ہے، مولانا ایک علمی آدمی ہونے کے ساتھ بہت سی کتابوں کے مصنف اور شارح بھی تھے، ڈاکٹر صاحب ضلع بستی کے ایک قصبہ مجھوامیر کے باشندہ تھے اور مولانا سید محمد جعفر صاحب غازیؒ کے خاندان کے چشم وچراغ تھے جو حضرت سید احمد شہیدؒ کے روحانی تربیت یافتہ اور خلیفہ تھے، قارئین سے ان کے لیے مغفرت اور بلندئ درجات کی دعاء کی درخواست ہے۔

۞ ۱۱ر جولائی بمطابق ۷ر رجب بروز جمعہ کو مولانا محمد اقبال صاحب ندوی کے برادر جناب محمد یاسین صاحب کا ممبئی میں انتقال ہوگیا ہے، مرحوم کی عمر تقریباً ۵۵ر سال کی تھی، اللہ تعالی ان کی بال بال مغفرت فرما کر درجات کو بلند فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مختصر تعارف

مرکز احیاء الفکر الاسلامی

مقاصد، سرگرمیاں، منصوبے

اور

تصدیقات اکابر علماء

آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی

ایک دعوت، ایک تحریک، ایک کارواں

مرکز احیاء الفکر الاسلامی ایک دینی، دعوتی، فکری، اصلاحی، ادبی، ثقافتی، تعلیمی اور جامع عالمی ادارہ ہے، جس کا قیام مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دیگر علماء حق دیو بند، سہارنپور، رائے پور کی سرپرستی میں رجب ۱۴۲۱ھ مطابق اکتوبر ۲۰۰۰ء میں قرآن وحدیث اور اسلامی فکر کی دعوت وتبلیغ اور اشاعت کے لیے عمل میں آیا، جس کے بلند مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

اغراض ومقاصد

☆ قوم کے اندر صحیح اسلامی فکر اور دینی بیداری اور دینی حمیت پیدا کرنا۔

☆ عصری اسلوب میں اسلامی کتب، دینی پمفلٹ، دعوتی، فکری اور ادبی لٹریچر تیار کرنا اور علماء حق کی کتابوں کی اشاعت کرنا۔

☆ ایسے علماء تیار کرنا جو کتاب وسنت کے وسیع وعمیق علم کے ساتھ جدید حالات وعصری علوم سے بخوبی واقف اور زمانے کے نبض شناس ہوں۔

☆ انٹر یا ہائی اسکول پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات نیز لڑکیوں کو الگ الگ پانچ سال کی قلیل مدت میں خصوصی کورس کے ذریعہ عالم دین بنانا

☆ اسلامی شفاخانوں کا قیام تا کہ نادار طلبہ کے ساتھ غرباء اور مساکین کا بھی علاج مفت اور اطمینان بخش ہو سکے۔

☆ مکاتب اور مساجد کا قائم کرنا۔ ☆ غرباء ومساکین کے لیے پانی کا انتظام کرنا، ہینڈ پمپ اور ٹیوب ویل لگوانا۔

☆ اسلام کے خلاف مستشرقین کی طرف سے ہونے والے اعتراضات کے جوابات دینا اور یہ ثابت کرنا کہ اسلام ہر زمانہ میں اور ہر جگہ قیادت کی صلاحیت رکھتا ہے۔

☆ اتحاد ملی اور اخوت اسلامی کے جذبات کو فروغ دینا اور نزاع باہمی کے فتنہ کو ختم کرنا۔

☆ مسلمانوں کو مادی قوتوں اور مغربی افکار سے متأثر ہونے سے روکنا۔

☆ فرق ضالہ کا مقابلہ کرنا اور ان کو اسلام کا پیغام پیش کرنا۔

☆ برادران وطن اور غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اور ان کے سامنے اس کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے باعث رحمت بتانا اور پیام انسانیت پیش کرنا۔ ☆ عربی، اردو، انگریزی اور ہندی وغیرہ میں دینی ماہنامے جرائد ومیگزین نکالنا۔

☆ سال میں کم از کم ایک مرتبہ ہند اور بیرون ہند کے اکابر علماء مفکرین اور دانشور حضرات کا جمع ہو کر دعوت وتبلیغ کے مؤثر منصوبے بنانا اور ملت کے مسائل کا حل پیش کرنا اور مسلمانوں کے اسلامی فکری نشو ونما کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا۔

دائرہ کار

مذکورہ بالا مقاصد کو بروئے کار لانے اور عملی جامہ پہنانے کے لیے مرکز کے دائرہ کار کو مندرجہ ذیل شعبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

۱- جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ ۲- جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات ۳- اے ایس پبلک اسکول
۴- مکتبۃ الامام ابی الحسن العامۃ ۵- جمعیۃ اصلاح البیان ۶- دعوت وارشاد ۷- دارالافتاء
۸- مجلس صحافت اسلامیہ ۹- دار البحوث والنشر ۱۰- مطبخ

جامعة الاما م أبی الحسن الاسلامیة

تحفیظ القرآن الکریم :جس میں حفظ قرآن مجید تجوید کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے، نیز اردو کی تعلیم نقل اور املاء کا بھی اہتمام کرایا جاتا ہے، دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، کلمے اور ادعیۂ ماثورہ مسنونہ یاد کرائی جاتی ہیں، اس شعبہ میں حفظ کلام پاک کی مدت تین سال ہے۔

کلیة التجوید:-اس شعبہ میں روایت حفص کی متداول اور اہم کتب معتبرہ کے پڑھانے اور قرآن کریم کا اجرا ومشق کرانے کا اہتمام کیا گیا ہے، جس کی مدت ایک سال رکھی گئی ہے۔

تدریب ائمہ مساجد: -اس شعبہ کا قیام اس لیے ہوا تا کہ ائمہ حضرات اور مدرسین کو تجوید وقرأت کی بعض اہم کتابیں پڑھائی جائیں اور ان کو قرآن کریم کی تجوید کے ساتھ مشق کرائی جائے، نیز امامت کے مسائل واحکام کے سکھانے کے لیے مستقل کتاب لکھی گئی ہے، تا کہ اس کی روشنی میں مسائل امامت سے واقفیت کرائی جائے، اس کی مدت ۳ ماہ، ٦ ماہ/اور ایک سال ہے۔

کلیة الشریعة واصول الدین: -اس شعبہ میں عالمیت اور دینیات کے کئی کورس رکھے گئے ہیں۔

آٹھ سالہ کورس : -جس میں عربی اول سے آخر تک صرف ونحو عربی، عربی ادب، سیرت نبوی، تاریخ اسلامی، فقہ وحدیث اور تفسیر اور علوم عصریہ میں سے انگریزی، ہندی، حساب، سیاسیات، اقتصادیات، جغرافیہ، سائنس وغیرہ تمام علوم کا بندوبست کیا گیا ہے، اس شعبہ میں داخلہ کے مستحق وہ طلبہ ہیں جو حافظ قرآن، یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی ہندی اور انگریزی سے بھی واقف ہوں۔

پانچ سالہ خصوصی کورس :- یہ کورس ہائی اسکول یا انٹر پاس اور جدید تعلیم یافتہ حضرات کے لیے وضع کیا گیا ہے، جس میں ان کو مذکورہ علوم شرعیہ عربیہ پڑھائے جائیں گے اور عالمیت کی فراغت کی سند دی جائے گی۔

ایک سالہ کورس :-اس درجہ میں صرف وہ اسکولی تعلیم یافتہ حضرات یا معمولی لکھے پڑھے حضرات ہوتے ہیں جو زیادہ وقت نہیں دے سکتے، ان کو ایک سال میں صرف دینیات اور اسلامیات کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے اور ان کا اسلامی معلومات، مسائل سے واقفیت کے ساتھ دینی ذہن بنایا جاتا ہے۔

ایک ماہ یا دو ماہ کا کورس :-اسکول یا کالجیز میں پڑھنے والے طلبا کے لیے جون، جولائی کی چھٹیوں میں مرکز کی عمارت یا کسی بھی بڑے شہر میں مرکز کے تحت ایک دینی، تعلیمی، تربیتی کیمپ لگایا جائے گا، جس میں ماہر اساتذہ، اسکالر، اسلامیات، دینیات اور اسلامی تاریخ سے متعلق لیکچر اور محاضرے دیں گے۔

شعبہ کمپیوٹر:- عربی پڑھنے والے طلبہ کو کمپیوٹر کا کورس بھی کرایا جاتا ہے، جس میں ان کو اردو اور انگریزی میں کمپیوٹر کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے۔

جامعہ فاطمة الزهراء للبنات

یہ جامعہ لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کے لیے قائم کیا گیا ہے، جس میں ابتداءً لڑکیوں کو قرآن کریم ناظرہ اور دینیات میں عقائد، نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، ادعیہ ماثورہ اور اردو لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے، یہ لڑکیوں کا دو سالہ کورس ہے۔

لڑکیوں کا پانچ سالہ کورس : -اس میں وہ لڑکیاں پڑھتی ہیں جو ہائی اسکول یا انٹر پاس ہوں، یا مڈل یا پرائمری ہوں، یا جو حافظ قرآن یا ناظرہ قرآن اور اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہوں، ان کو پانچ سال میں صرف ونحو عربی، عربی ادب، تاریخ اسلام، سیرت نبوی، حدیث وتفسیر اور فقہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور عالمۂ دین بنایا جاتا ہے، نیز کمپیوٹر اور امور خانہ داری، کشیدہ کاری اور گھریلو دستکاری بھی سکھائی جاتی ہے۔

اے.ایس پبلک اسکول

یہ اسکول اس لیے قائم کیا گیا ہے، تا کہ مسلمانوں کے بچے یہاں دینی ماحول میں رہتے ہوئے اسلامی تعلیم وتربیت کے ساتھ عصری، دنیوی اور اسکولی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں، ہندی اور انگریزی کی معیاری تعلیم کا نظم ہے، فی الحال پرائمری تک تعلیم جاری ہے، ان شاءاللہ آئندہ ہائی اسکول

اور انٹر لیول کی تعلیم کا منصوبہ ہے۔

جمعية اصلاح البيان

یہ شعبہ طلبہ کا وہ اسٹیج ہے جس سے وہ اردو اور عربی میں کتابت وخطابت کے شہسوار بن سکیں گے، اس کے پروگراموں کو تین طرح تقسیم کیا گیا ہے:

بزم خطابت :- طلبہ میں تقریری ذوق وصلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہفتہ واری پروگرام کا نظم کیا گیا ہے، جس میں طلبہ متعینہ موضوع پر تمام طلبہ کے سامنے تقریر کرتے ہیں۔

بزم مقالات :- طلبہ میں تصنیف وتالیف اور مقالہ نگاری ومضمون نویسی کی مشق کے لیے ہر پندرہ دن کے بعد اس بزم کا انعقاد کیا جاتا ہے، طلبہ کسی خاص متعینہ موضوع پر مقالہ لکھ کر جمعیۃ کے پروگرام میں اس کو پیش کرتے ہیں۔

النادی العربی :- عربی میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے کے لیے ہر ہفتہ جمعرات کو تعلیمی گھنٹوں کے بعد النادی کے جلسہ کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں طلبہ عربی میں اپنے مافی الضمیر کو ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرتے ہیں۔

مكتبة الاما م ابی الحسن العامة

لائبریری یا کتب خانہ کسی بھی ادارے کی ریڑھ کی ہڈی اور وہ سرچشمہ ہوتا ہے جہاں علمی پیاس بجھائی جاتی ہے اور مطالعہ وتحریر وتحقیق اور تصنیف وتالیف نیز درس وتدریس میں اس سے مراجعت واستفادہ کیا جاتا ہے، اس میں درسی وغیر درسی کئی سو کی تعداد میں کتابیں موجود ہیں، مزید اضافہ کی کوشش کی جارہی ہے۔

دارالافتاء

مسلمانوں کے ملی اور عائلی مسائل کا حل شریعت مطہرہ کی روشنی میں کرنے کے لیے یہ شعبہ قائم کیا گیا ہے، تاکہ وہ دینی احکام ومسائل سے متعلق سوالات اور استفتاء لکھ بھیجیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں جوابات اور فتوی حاصل کریں۔

دعوت وارشاد

چونکہ مرکز کا اصل قیام ہی کتاب وسنت کی تعلیم وتبلیغ اور لوگوں کو دعوت وارشاد کے فریضہ سے واقف کرانے کے لیے ہوا ہے، اس لیے اس میں دعوت وارشاد کے کام کو کئی طرح سے تقسیم کیا گیا ہے۔

اول:- طلبہ کی ۲۴ر گھنٹے کی جماعت جمعرات کو علاقے کے کسی بھی گاؤں میں جاتی ہے اور جمعہ کو واپس آتی ہے اور عوام میں دعوت واصلاح کا فریضہ انجام دیتی ہے، تاکہ طلبہ کا خود بھی دعوتی مزاج بنے اور عامۃ المسلمین کو فائدہ پہنچے۔

دوسرے:- ماہانہ تبلیغی جماعت کا جوڑ بھی ہوا کرے گا، تاکہ لوگوں کی جماعتیں آئیں اور کچھ نئی جماعتیں بھیجی جائیں اور ان کے سامنے دعوت وتبلیغ کے اصول بیان کئے جائیں۔

تیسرے:- سال میں تین چار پروگرام عام مسلمانوں کے لیے رکھے جائیں گے، جن میں اکابر علماء میں سے کوئی بھی ایک عالم تقریر کرے گا اور لوگوں کو قرآن وحدیث، سیرت نبوی اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں سمجھائے گا اور اپنی دعوت پیش کرے گا۔

چوتھے:- سال میں تین چار پروگرام برادران وطن اور غیر مسلم بھائیوں کے لیے کئے جائیں گے، جن میں اہم دانشور، مفکرین، اسکالر اور داعی حضرات آکر ان کو اسلامیات کے موضوع پر خطاب کریں گے اور پیام انسانیت دیں گے، اسلام کی ہمہ گیری اور پوری انسانی برادری کے لیے اس کو باعث رحمت ثابت کریں گے۔

مجلس صحافت اسلامیہ

یہ مجلس اس لیے قائم کی گئی تا کہ اس کے ذریعہ عربی، انگریزی، ہندی اور اردو میں دینی، اسلامی، فکری، دعوتی اور اصلاحی ماہنامے جرائد و میگزین کی شکل میں نکالے جائیں، نیز انٹرنیٹ اور جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ اسلامی دعوت وفکر اور اس کے مشن کو پوری دنیا میں پہنچایا جا سکے، فی الحال اس شعبہ سے ایک مؤقر علمی واصلاحی اور دعوتی ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہو رہا ہے۔

دارالبحوث والنشر

اس شعبہ میں عصری اسلوب میں حالات کے تقاضوں کے مطابق عربی، اردو، ہندی اور انگریزی وغیرہ میں بہت وقیع اور میعاری اسلامی لٹریچر اور دینی رسائل و پمفلٹ تیار کر کے شائع کیے جاتے ہیں، تا کہ تھوڑے وقت میں زیادہ معلومات، پیغام اور دعوت فکر وعمل پیش ہو سکے، علماء حق کی دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری اور ادبی کتابوں کی اشاعت کی جاتی ہے، اس شعبے سے اب تک ۱۵؍ کتابیں شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں۔

شعبہ مطبخ

یہ شعبہ مرکز کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں مقیم طلبہ وطالبات کے طعام وکھانے کے لیے قائم ہے، جس میں طلبہ وطالبات کی کثیر تعداد کا کھانا تیار کیا جاتا ہے، جس کے لیے مستقل ایک تجربہ کار باورچی ہے، جو دونوں وقتوں کا کھانا اور ناشتہ تیار کرتا ہے، مطبخ کے تحت ایک گودام ہے، جس میں مطبخ کے لوازمات غلہ، اناج، سبزیاں، دال وغیرہ ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

کارگزاری

مرکز کے تحت چلنے والے جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں طلبہ اور طالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اس وقت اٹھارہ افراد پر مشتمل اسٹاف مرکز میں کام کر رہا ہے۔

۱- ساڑھے تین بیگہ آراضی خرید کر اس پر جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ کی دو منزلہ بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے جو ۲۴؍ کمروں پر مشتمل ہے، جس میں چھ درسگاہیں، ایک دفتر، ایک لائبریری، ایک مہمان خانہ اور ۳؍ اساتذہ کے کمرے اور ۱۲؍ کمروں پر مشتمل ایک ہاسٹل تیار کیا ہے، ۴؍ مزید درسگاہیں بنائی گئی ہیں اور ۷؍ کمرے مختلف کاموں کے لیے تیار ہو گئے ہیں، اس طرح جامعہ میں کل ۳۵؍ کمرے تعمیر ہو چکے ہیں، ایک شاندار مسجد تعمیر کر دی گئی ہے، پانی کی ٹنکی بنادی گئی ہے اور چہار دیواری بھی کرادی گئی ہے، مزید بارہ بیگہ زمین خریدی گئی ہے، جس کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کی گئی ہے۔

۲- لڑکیوں کے مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے لیے ایک بیگہ آراضی خرید کر اس پر ۱۳؍ کمروں اور ایک بڑے ہال پر مشتمل دو منزلہ بلڈنگ تعمیر کر دی گئی ہے۔

۳- دارالبحوث والنشر کے تحت اب تک مندرجہ ذیل پندرہ علمی، اصلاحی اور دعوتی کتابوں کی طباعت ہو چکی ہے۔

(۱) مراجع الفقہ الحنفی ومیزاتہا (۲) مختصر تجوید القرآن (۳) رہنمائے طریقت (۴) اسلام میں پردہ کی اہمیت (۵) بخاری شریف کی آخری حدیث کے دو آب دار موتی (۶) تذکرہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۷) مقالات ومشاہدات (۸) الامامۃ فی الصلاۃ مسائلہا وأحکامہا (۹) چند مایہ ناز اسلاف قدیم وجدید (۱۰) جیب کی تجوید (۱۱) شرح نایاب اردو زبان کی پانچویں کتاب (۱۲) مکتوبات اکابر (۱۳) سفر حج کی مشکلات اور ان کا ممکن حل (۱۴) یتیموں کی کفالت قرآن وحدیث کی روشنی میں (۱۵) فقہ حنفی کے مراجع اور ان کی خصوصیات۔

۴- مجلس صحافت اسلامیہ سے ایک دینی، دعوتی، علمی، ادبی، ثقافتی، فکری اور اصلاحی ترجمان ماہنامہ ''نقوش اسلام'' مارچ ۲۰۰۶ء سے مسلسل شائع ہو کر مقبول ہو رہا ہے۔

مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں تشریف لانے والے علماء کرام

جنھوں نے مرکز کے تعلیمی وتعمیری پروگراموں کو دیکھا، طلبہ وطالبات کا تعلیمی معیار پرکھا اور مرکز کی ضروریات کو محسوس کرکے اپنے مشاہدات وتأثرات تحریر فرمائے۔

☆ مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب رائے پوری
☆ حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صدر جمعیۃ شاہ ولی اللہ پھلت
☆ حضرت مولانا قاری عبدالرؤف استاذ تجوید وقراءت دارالعلوم دیوبند
☆ حضرت مولانا حافظ محمد ایوب کا ڈواپورٹ شیپٹن
☆ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب مہتمم جامعہ بیت العلوم پپلی مزرعہ
☆ حضرت مولانا عبدالباری صاب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی، مولانا ابوالحسن اکیڈمی بھٹکل
☆ حضرت مولانا محمد اختر صاحب مہتمم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
☆ حضرت مولانا حکیم محمد عثمان صاحب قاسمی مقیم مدینہ منورہ
☆ حضرت مولانا محمد اقبال صاحب ملا ندوی بھٹکل
☆ حضرت مولانا نعمت اللہ ندوی استاذ جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆ طبیب حاذق حضرت مولانا سید مکرم حسین صاحب سنسارپوری
☆ حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مظاہر علوم سہارنپور
☆ حضرت مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی استاذ حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
☆ حضرت مولانا محمد عمر صاحب سابق نائب مہتمم مدرسہ شاہی مرادآباد
☆ حضرت مولانا محمد گورا صالح جی ندوی دربن
☆ جناب حضرت الحاج عبدالرحیم صاحب گومرا لوساکا
☆ جناب الحاج موسیٰ اسماعیل درسوت دربن
☆ حضرت مولانا محمد منذر صاحب ندوی جامعہ اسلامیہ دارالقرآن سرخیز احمدآباد
☆ حضرت مولانا محمد اسلم صاحب ناظم کاشف العلوم چھٹمل پور
☆ حضرت مولانا قاری اسماعیل بسم اللہ صاحب مہتمم جامعۃ القراءت کفلیۃ سورت
☆ مولانا قاری رکن الدین صاحب مقیم حال دبئی
☆ حضرت الحاج ماسٹر محمد شفیع صاحب ناظم جامعہ اسلامیہ بھٹکل
☆ حضرت مولانا محمد فرقان صاحب مدنی مہتمم جامعۃ القرآن بجنور
☆ جناب الحاج شیخ خالد البدر مدیر عام جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ

معتمد تعلیمات ندوۃ العلماء لکھنؤ و پروفیسر جامعہ ام القری مکہ مکرمہ

برادرم نوجوان فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی اپنی تصنیفات کے ذریعہ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، انہوں نے تصنیف وتالیف اس وقت سے شروع کردی تھی جب وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے طالب علم تھے، وہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے مخلص ترین شاگردوں میں سے ہیں، حضرت مولانا کی خدمت میں رہنے کا موقع بھی انکو ملا ہے، انہوں نے ایک مرکز ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' کے نام سے قائم کیا جس کے مقاصد میں دعوت الی اللہ کا کام سلف صالحین کے منہج خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے طریقے پر کرنا ہے، اللہ تعالی کی توفیق سے انہوں نے ایک لڑکوں کا مدرسہ اور ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، تاکہ وہ ان کے ذریعہ دینی تعلیم اور عربی زبان اور اسلامی تہذیب وثقافت کو پھیلائیں، اس بات کے پیش نظر کہ مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی اپنے مدارس اور مرکز کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اصحاب خیر کے تعاون کے محتاج ہیں، میں اہل خیر حضرات سے امید کرتا ہوں کہ مولانا موصوف کا تعاون فرمائیں گے، اس لیے کہ وہ امانت دار مخلص آدمی ہیں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کے مقاصد کو پورا فرمائے، مشکلات کو آسان فرمائے اور اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فدائے ملت حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنیؒ صدر جمعیۃ علماء ہند

''مرکز احیاء الفکر الاسلامی''، مظفرآباد ضلع سہارنپور (یوپی) اپنے علاقہ کا ایک دینی، تعلیمی مدرسہ ہے، جو مقامی و بیرونی مسلمان بچوں کی دینی، تعلیمی خدمات بحسن وخوبی انجام دے رہا ہے۔

میری اصحاب خیر اور باہمت حضرات سے اپیل ہے کہ دامے، درمے، قدمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

ان اللہ لایضیع اجر المحسنین

عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم صاحب مقیم خانقاہ رحیمی رائے پور

مجھے یہ تحریر کرتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں ایک دینی، دعوتی، اصلاحی، فکری وتربیتی اور تعلیمی ادارہ ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' اکابرین کی سرپرستی میں قائم کیا گیا ہے، اس کے بانی عزیزم محترم مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی ہیں، یہ اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ ہے، جس کے مقاصد بہت ہی جلیل اور عظیم الشان ہیں، اس مرکز کے تحت ''جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیۃ'' اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' اور دوسرے کئی دعوتی شعبے چل رہے ہیں، مرکز میں طلبہ وطالبات کی ایک کثیر تعداد زیر تعلیم ہے، اللہ تعالی مرکز کو قبول فرمائے اور اس کی تعمیر وترقی میں چار چاند لگائے۔

اہل خیر حضرات سے درخواست ہے کہ مرکز کا ہر طرح کا تعاون فرمائیں اور اپنے لیے صدقہ جاریہ بنائیں۔

مفکر ملت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں مجھے حاضری کا موقع ملا، یہ ایک علمی ودعوتی مقصد سے قائم کیا ہوا ادارہ ہے، جس کو عزیز مکرم مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے اپنی علمی ودینی جدوجہد کا مرکز بنایا ہے، یہ انہی کا قائم کردہ ہے اور وہ اس کے ذریعہ فکر اسلامی اور دعوت اسلامی کے مقاصد کے حصول کے لیے کوشش کرتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف کا جذبۂ عمل اور صحت فکر کو دیکھ کر بڑی توقع ہوتی ہے کہ اس ادارہ سے انشاء اللہ خیر کا بڑا کام انجام پا سکے گا اور چونکہ اس ملک کے صحیح اور مخلصانہ کردار کے ادارے عامۃ المسلمین کے تعاون سے ہی چلتے ہیں، اس لیے اس ادارہ کو بھی یہی راہ اختیار کرنا ہوتی ہے، اس طور پر اس کو اہل خیر حضرات کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔

میں دعاء گو ہوں کہ یہ ادارہ دین وفکر اسلامی کی خدمت بطریق احسن واکمل انجام دے اور قبول حاصل کرے، آمین

حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۹؍ ذیقعدہ ۱۴۲۵ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۵ء بروز شنبہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعہ فاطمۃ الزہراء میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، جامعہ فاطمۃ الزہراء میں بچیوں کے مختصر پروگرام میں بھی شرکت کا موقع ملا، ان کی اردو وعربی تقریروں کو سن کر اندازہ ہوا کہ بچیوں کا تعلیمی معیار بہتر ہے، مرکز کو دیکھ کر اور اس کے اساتذہ وطلبہ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی، طلبہ پر تعلیم وتربیت کے آثار نمایاں تھے، اساتذہ نہایت بااخلاق تھے، مرکز اور جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی کے اندر علمی اور دینی صلاحیت کے ساتھ ساتھ انتظامی صلاحیت بھی علی وجہ الاتم موجود ہے۔

حضرت مولانا قاری عبدالرؤف صاحب بلندشہری استاذ دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۱۴۲۵/۶/۱۲ھ کو جناب حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی دامت برکاتہم کی دعوت پر بمعیت جناب قاری محمد ساجد صاحب فیضی، قاری ریڈیو وٹی وی اسٹیشن دہلی اور جناب قاری محمد ارشاد صاحب مدرس تحفیظ القرآن دارالعلوم دیوبند، مسجد رشید موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور کے افتتاح کے سلسلہ میں حاضری کی سعادت ہوئی اور مرکز احیاء الفکر الاسلامی میں چند گھنٹے قیام کیا، مرکز کی عمارت کا معائنہ کیا اور مرکز ہذا کے طلبہ کی زیارت بھی کی، ماشاء اللہ مرکز کی عمارت بہت عمدہ ہے، جناب مفتی محمد مسعود صاحب زید مجدہم سے مل کر ان کے اخلاق کریمانہ سے متأثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہ سکتا، موصوف سے ملاقات کر کے محسوس ہوا کہ عزائم بہت بلند رکھتے ہیں اور ملت اسلامیہ کی خدمت کا غیر معمولی جذبہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی نے تدریسی، تصنیفی، اصلاحی اور انتظامی صلاحیتوں سے خوب خوب نوازا ہے، حلم، تدبر، منکسر المزاجی، شگفتہ کلامی، نرم گوئی، جبلی اوصاف ہیں، سچ تو یہ ہے کہ اللہ تعالی ایسے حضرات کو ہی تعمیر ملت کے لیے منتخب فرماتے ہیں، موصوف مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے مؤسس وبانی اور ناظم ہیں، جس کے قیام کو اب تک ڈھائی سال کا عرصہ ہوا ہے جس میں سات مدرسین ہیں اور دیگر دو ملازم اعمال مرکز میں مصروف ہیں، طلبہ کی کثیر تعداد داخل ہے، ایسے مرکز کا تعاون ہر غیور مسلمان کا فرض ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالی اس مرکز کے فیض کو عام فرمائے اور باعتبار تمام تر محاسن ترقیات عطا فرمائے۔ آمین والسلام

حضرت مولانا محمد سلمان مظاہری ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

چند سال قبل ہمارے علاقے کے موضع مظفرآباد، ضلع سہارنپور میں عزیزم مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے نام سے دینی تعلیمات کا سلسلہ شروع کیا تھا، الحمد للہ اس مرکز کے تحت جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کے نام سے

دو مدرسے دینی تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔
تعلیم کے ساتھ ساتھ تعمیر کا سلسلہ بھی الحمدللہ جاری ہے اور مرکز کی متعدد عمارات زیر تعمیر ہیں اور انہی میں بنین اور بنات کی تعلیم بھی جاری ہے، احقر کو مدرسہ میں حاضری کا موقع ملا ہے، دل سے دعا ہے کہ حق تعالی اراکین مدرسہ کو ان کے تمام تعلیمی اور تعمیری پروگراموں میں کامیابی عطا فرمائے اور اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا سید سلمان حسینی ندوی صدر جمعیۃ شباب اسلام لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد ضلع سہارنپور ایک دینی، تعلیمی اور دعوتی ادارہ ہے، جس کو مولوی مسعود عزیزی ندوی نے قائم کیا ہے، مجھے مرکز کو دیکھنے کا موقع ملا ہے، جس کے مقاصد میں اسلامی کتب اور دعوتی پمفلٹ کو مختلف زبانوں میں شائع کرنا اور مسلمانوں کے درمیان دینی تعلیم کی اشاعت کرنا ہے۔
مولوی صاحب موصوف نے ایک لڑکوں کا مدرسہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور دوسرا لڑکیوں کا مدرسہ جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات بھی قائم کیا ہے، وہ اپنے ان کاموں میں مسلمانوں کے تعاون کے مستحق ہیں، تاکہ وہ اپنے تعلیمی اور دعوتی پروگراموں کو پورا کرسکیں۔
اللہ تعالی موصوف کو اسلام اور مسلمانوں کے خیر کے کاموں کی انجام دہی کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا محمد برہان الدین سنبھلی شیخ التفسیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج مرکز احیاء الفکر الاسلامی اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات میں حاضری ہوئی، پہلی مرتبہ اس علاقہ میں کسی مدرسۃ البنات میں بخاری شریف کے ختم کے اجتماع میں شرکت کی سعادت حاصل ہوکر بے پناہ مسرت ہوئی اور ان سب کاموں کے روح رواں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ورعاہ کی انتھک کوششوں کے لیے دل سے دعائے خیر نکلی، اللہ تعالی آئندہ ان کی عمر میں برکت عطاء کرے اور ان کے مساعی میں بیش از بیش روز افزوں ترقیات نصیب فرمائے اور ہر قسم کے شرور وفتن سے حفاظت فرمائے۔

حضرت مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مسعودیؒ شیخ الحدیث وقف دارالعلوم دیوبند

آج مورخہ ۳؍ذی قعدہ ۱۴۲۶ھ کو مکرمی جناب مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ اللہ ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد، سہارنپور کے زیر اہتمام سرگرم کار بنات کے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات اور جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں حاضری ہوئی، دونوں درسگاہوں میں حدیث شریف کے اسباق کے افتتاح کے موقع پر احقر نے حدیث، علم حدیث اور اس کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے گفتگو کی۔
ماشاءاللہ دونوں ہی درسگاہوں کی عمارتیں سلیقہ کی ہیں، صفائی ستھرائی کا بھی عمدہ نظام نظر آیا، بنات کی درس گاہ میں عالمیت تک کی تعلیم ہورہی ہے، جب کہ لڑکوں کی درسگاہ میں عربی پنجم تک کی تعلیم کا نظم ہے، یہ دونوں درسگاہیں جواں سال فاضل عزیز مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی کے انتظام میں مصروف کار ہیں، حق تعالی دونوں درسگاہوں کو مقبولیت عامہ سے سرفراز کرے اور انہیں دنیا وآخرت دونوں جگہ بانیان واساتذہ، محبین وبہی خواہاں کے لیے سرخ روئی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

جناب الحاج شیخ خالد البدر مراقب المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

ومولانا محمد عامر ندوی رئیس قسم المشاریع جمعیۃ شیخ عبداللہ نوری کویت

اما بعد! میں نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی کو دیکھا اس کے تحت دو مدرسے چل رہے ہیں، ایک مدرسہ لڑکوں کا جس میں طلبہ قرآن کریم حفظ کرتے ہیں، دوسرا لڑکیوں کا جس میں میں نے ایسی چیز سنی اور ایسی چیز کا مشاہدہ کیا جو اپنے مدارس کے سفر کے دوران نہیں دیکھی اور وہ طالبات کا قرآن کریم کی سورۃ کا اس انداز پر تلاوت کرنا ہے کہ ایک طالبہ قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتی ہے دوسری طالبہ اس کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے اور تیسری اس کا اردو میں ترجمہ کرتی ہے اور ایک طالبہ عربی میں بے جھجک طلاقت لسانی کے ساتھ تقریر کرتی ہے، اس پر میں فاضلہ بہن مدرسہ کی پرنسپل صاحبہ اور دوسری بہنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ لڑکیوں کے ساتھ ایسی محنت کررہی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

تصدیق کی جاتی ہے کہ برادرم فاضل مولوی محمد مسعود عزیزی ندوی نے مرکز احیاء الفکر الاسلامی قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ وہ دعوت وتبلیغ اور مسلمانوں لڑکے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔

مجھے اس مرکز کی زیارت اور اس کے تعلیمی پروگرام میں شرکت کی اور لڑکیوں کے ادارے جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات کو دیکھنے اور طالبات کی تعلیمی سرگرمیوں پر مطلع ہونے کا موقع ملا ہے اور اس سلسلہ میں مولانا محمد مسعود عزیزی ندوی جو جدوجہد اور کوشش کررہے ہیں، ان کو بھی دیکھنے کا اتفاق ہوا، اس لیے میں ان کو صحیح العقیدہ اور مخلص انسان سمجھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ وہ اہل خیر حضرات اور رفاہی اداروں کے ذمہ داران کی توجہ وعنایت کے مستحق ہوں گے، اس لیے کہ وہ اپنے اس اسلامی پروگرام میں مسلمانوں کے تعاون کے محتاج ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

الحاج منشی عبدالغفور صاحب ناظم مدرسہ انوار القرآن نعمت، سہارنپور

آج نومبر ۲۰۰۶ء کی اٹھارہ تاریخ بروز شنبہ کو بعد نماز ظہر ''مرکز احیاء الفکر الاسلامی'' قصبہ مظفرآباد، ضلع سہارنپور (یوپی) میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی، اس کے لائق وفائق مؤسس ورئیس (ناظم) ماہنامہ ''نقوش اسلام'' کے چیف ایڈیٹر اسم بامسمی مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی سلمہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، موصوف نے ''جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات'' کے تفصیلی احوال وکوائف زبانی اور عملی طور پر بتلائے دکھلائے، بعدہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ میں خود ہمراہ لے جاکر ہر شعبہ کا معائنہ کرایا، ہر کام میں خوش اسلوبی اور سلیقہ مندی دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی، المختصر یہ کہ جوان نیک بخت حضرت مفتی صاحب کی مدت قلیل کی سرگرم کاوشوں کے تعمیری، تعلیمی، تنظیمی نتائج وثمرات بطریق احسن واکمل برق رفتاری سے براہ ترقی گامزن ہیں، دونوں ہی درسگاہوں میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی معیاری ہورہی ہے اللّٰھم زدفزد، بحمد اللہ اب یہ جگہ:

فصل بہار آئی ہے خوب۔فصل خزاں گئی ہے دور۔ کا صحیح مصداق ہورہی ہے

ماشاء اللہ جواں سال مفتی صاب شریف النفس، وسیع الاخلاق اور بھرپور علمی صلاحیتوں کے مالک ہیں، ایک درجن سے زائد کتابوں کے مصنف ومؤلف، کئی زبانوں کے ماہر ومدرس اور جید عالم دین ہیں، اللہ رب العزت موصوف کے عزائم اخیار میں صبر وثبات پیدا فرمائے، مقاصد حسنہ اور متعلقہ مرکز نیز ادارۂ بنات کے تمام منصوبوں، تجاویز وتدابیر کی تکمیل وتوسیع کے لیے اپنے نامعلوم ذخائر سے زائد از زائد مالی مدد فرماکر حوصلوں میں وسعت واستحکام بخشے، عمر واقبال میں بامن وعافیت برکت پر برکت فرمائے اور تا قیام قیامت ع جلوہ گر ہو روز یاں نور الٰہی کی ضیاء۔ آمین

حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی مہتمم جامعہ اسلامیہ بھٹکل

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ندوی جنرل سکریٹری مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل

امابعد! آج مورخہ ۴/ربیع الاول ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴/مارچ ۲۰۰۷ء بروز سنیچر مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفر آباد سہارنپور یوپی میں بسلسلہ تقسیم انعامات مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکیڈمی بھٹکل وجلسہ اصلاح معاشرہ کے لئے اپنے مؤقر رفقاء کرام کے ساتھ شرکت کا موقع ملا، جلسہ ماشاء اللہ بڑا کامیاب رہا، حضرت مولانا مفتی محمد مسعود عزیزی ندوی جو ماشاء اللہ بڑے خلیق اور بڑی خوبیوں کے مالک ہیں، اس کے ذمہ دار ہیں، اورانہی کے اشراف میں یہ مرکز بخوبی چل رہا ہے، بچوں اور بچیوں کے لیے الگ نظم پھر ماہنامہ ''نقوش اسلام'' پرچہ جو ماشاء اللہ معیاری اور سلیقہ سے تسلسل کے ساتھ نکلتا ہے، یہ سب ان کی اوران کے رفقائے کرام کی بہترین کاوشیں اور محنتیں ہیں، طلبہ اور طالبات نے اپنے پروگرام بھی پیش کئے جو یقیناً اساتذہ کرام کی محنت کے بین ثبوت تھے۔

اس جنگل کوان حضرات نے اپنی جانفشانی سے یقیناً منگل کردیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس مدرسہ کو دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اوراس سرزمین کو بقعۂ نور بنادے، یہاں سے دور دور تک اس کی روشنی پھیلے اوراطراف واکناف ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان میں اس کے آثار نمایاں ہوں، اور ہر طرح کے شر وفتن سے محفوظ رکھے، اور مخلصین کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

مخلصانہ اپیل

ملت کے اصحاب خیر دردمند حضرات سے گذارش ہے کہ مرکز کی مذکورہ بالا تمام ضروریات کو پورا کرنے کے لیے فوری طور پر ایک خطیر رقم کی ضرورت ہے، اس لیے آپ حضرات سے مرکز اوراس کے تحت چلنے والے اداروں جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ اور جامعہ فاطمۃ الزہراء للبنات وغیرہ کو اپنے خصوصی وعمومی ہر طرح کے تعاون سے نواز کر مرکز کی تعمیری وترقی اور اسلامی فکر کی نشر واشاعت اور قرآن وحدیث کی تعلیم وتبلیغ میں حصہ لیں اور دونوں جہاں کی کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوں۔

امید ہے کہ آپ ہر طرح کا تعاون فرمائیں گے اورادارہ کے ماہانہ یا سالانہ ممبر بن کر حسب استطاعت امداد فرمائیں گے، اللہ تعالی معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں سرخروئی وکامیابی عطا فرمائے۔

الداعی المخلص

محمد مسعود عزیزی ندوی ناظم مرکز احیاء الفکر الاسلامی، مظفر آباد، سہارنپور، ۲۴۷۱۲۹-یوپی (الہند)

فون: 0132-2775452 موبائل 9719831058 فیکس 0132-2647149

Email. masood_azizinadwi@yahoo.co.in

R.N.I. No. UP. URDU/2007/22057

PAGE24\A00 not found.

خوش خبری

PAGE24\A00 not found.

جنت میں اپنا گھر بناؤ

مرکز احیاء الفکر الاسلامی مظفرآباد ضلع سہارنپور (یوپی) کے ادارہ جامعۃ الامام ابی الحسن الاسلامیہ کی جامع مسجد کی تعمیر کا کام جاری ہے، اس لیے خاص طور سے مخیّرین حضرات اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ جس شخص نے مسجد بنوائی یا مسجد کے بنوانے میں حصہ لیا تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں ایک عالیشان عمارت تیار کردیتے ہیں، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں: "من بنی للّٰہ مسجدا بنی اللّٰہ لہ بیتاً فی الجنۃ" جس نے اللہ کے واسطے کوئی مسجد بنائی تو اللہ تعالی جنت میں اس کے لیے ایک گھر تعمیر کرتے ہیں۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ جس شخص نے مسجد تعمیر کروائی یا اس میں کسی طریقے سے مالی امداد کی تو مرنے کے بعد یہی وہ چیز ہے جو فائدہ پہنچائے گی؛ کیونکہ انسان کے مرنے کے بعد دنیا کے سارے تعلقات اور اعمال یکسر ختم ہوجاتے ہیں، صرف تین چیزیں رہ جاتی ہیں جن سے بندے کو مرنے کے بعد فائدہ پہنچتا ہے، ان میں سے ایک صدقہ جاریہ بھی ہے "یعنی کسی مسجد کا بنوانا یا اس میں مالی امداد کرنا وغیرہ" لہٰذا اس جامع مسجد میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر صدقہ جاریہ میں شامل ہوں، جو آپ کے مرنے کے بعد کام آئے گا۔

اس لیے تمام حضرات سے مخلصانہ درخواست کی جاتی ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں جو حضرات اپنا گھر جنت میں بنانا چاہتے ہوں تو وہ اس مسجد میں دل کھول کر تعاون فرمائیں، تعاون چاہے نقد سے ہو، سیمنٹ یا سریا، یا اینٹ وغیرہ کے ذریعہ ہو، جس میں سہولت ہو مدد فرمائیں اور جنت میں اپنا گھر بنوائیں۔

مسجد کا سائز 52×46=2392 جس کا تخمینہ Estimate 1076400=00 Rs. روپئے ہے

صدقہ جاریہ میں حصہ لیجئے!

مرکز احیاء الفکر الاسلامی کے تحت چلنے والے ادارہ

"جامعة الامام ابی الحسن الاسلامیه"

Jamiatul Imam Abil Hasan Al-Islamia

میں مختلف درسگاہیں **Class Rooms** تعمیر ہورہے ہیں، اہل خیر حضرات سے اپیل ہے کہ اس تعمیر میں دل کھول کر حصہ لیں، ایک یا چند درس گاہیں، یا کمرے اپنے اعزہ کے ایصال ثواب کے لیے یا اپنے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر تعمیر کرائیں، یا حتی المقدور جزوی تعاون، سریا، سمینٹ، اینٹ وغیرہ کے ذریعہ سے فرمائیں۔

مختلف سائز Size کی درسگاہوں اور کمروں کا تخمینہ Estimate پیش ہے۔

Total	Amountm.Per 1Class Room	Rate sq.ft.	Room Size sq.ft.	S.No.
2	126000-00	450	280-00	1
2	88200-00	450	196-00	2
1	135000-00	450	300-00	3
1	100800-00	450	224-00	4
4	93600-00	450	208-00	5
4	68250-00	350	195-00	6
Total 1311600=00 Rs.				

چیک یا ڈرافٹ پر یہ لکھیں Markazu Ihyail Fikril Islami

Markazu Ihyail Fikril Islami Muzaffarabad.
Saharanpur(U.P)Pin.247129. Ph.0132-2775452